اشاعت ۶۹

قالَ الَّذِینَ کَفَرُوا لَسْتَ مُرسَلاً قُل کَفیٰ بِاللّٰہِ
شَہِیداً بَینِی وَبَینَکُم

احمدیہ جیلد انمبر ۲ و ۴ سالہ ۱۹۱۹ء

بحر حقیقت

مفتی عبداللطیف مونگھیری کے رسالہ "چشمہ ہدایت" کا جواب

جسکو

صیغہ تالیف و اشاعت قادیان دارالامان نے لکھوایا

اور

خاکسار میر قاسم علی ایڈیٹر فاروق قادیان نے

مطبع ضیاء الاسلام قادیان میں باہتمام شیخ عبدالرحمن قادیانی طبع کراکر
فاروق منزل سے شائع کیا

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

چودھویں صدی کے علماء اور انکا فتویٰ

اہل ریا کے فتوے تکفیر کے رسالے ☆ کاغذ کی ناؤ بنکر مٹے کئی کان پر ہیا

یہ خیال اکثر محروموں کو خلجان میں ڈالتا ہے جبکہ مونگھیری معترض چشمہ ہدایت صفحہ ۲۴ پر لکھتا ہے کہ حضور سیدنا مسیح موعود علیہ السلام پر علماء نے کفر کا فتویٰ دیا ہے اسکے جواب میں ہم تمام عمیق ابحاث کو چھوڑ کر صرف اسقدر کہنا چاہتے ہیں کہ اگر علماء کے فتوے کا واقعۃً کوئی اثر پڑ جاتا ہے۔ تو اس وقت دنیا میں کون ہے۔ جو مسلمان ہے۔ کیا مونگھیری معاندین کے سرگروہ مولوی محمد علی پر ندوہ کے شمول میں کفر کا فتویٰ نہیں لگایا گیا اور نہیں تو وہ کم از کم دیوبندی یا دیوبندیوں کے کافر نہ جاننے والے تو ہیں۔ اور دیوبندیوں پر مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی کا فتوے ہے۔ اسی طرح دیوبندیوں کا مولوی احمد رضا خان وغیرہ پر۔ بلکہ یہاں تک کہ ایک مکفر دوسرے کی بابت لکھتا ہے۔ کہ جو اس کے کفر میں شک کرے۔ وہ بھی کافر ہے۔ ہمارے سامنے ایسے تمام ریکارڈ جمع ہیں۔ جن سے معلوم ہوتا ہے کہ چودھویں صدی کے مولویوں نے خوب خوب کفر کی کند چھری سے ایک دوسرے کا گلا کاٹا ہے۔ بریلی اور بدایوں ہمخیال تھے مگر ابھی زیادہ دن نہیں گذرے کہ مولانا عبدالمقتدر صاحب بدایونی اور انکے اخلاف پر بریلی نے کفر کا فتوے صادر کر دیا۔ پس ہمارے معترض اگر ہمیں کفر کے فتویٰ سے ڈراتے ہیں تو پہلے اپنے ایمان کی خیر منائیں ☆

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

اللّٰھم صل علیٰ سیدنا و مولٰنا محمد و احمد صاحب المقام المحمود وعلیٰ آلہ واصحابہ و خلفائہ اجمعین

تمہید

ایک کتاب "چشمہ ہدایت" نام کی ہماری نظر سے گذری۔ جسے مفتی عبداللطیف صاحب مونگھیری نے تالیف کرکے شائع کیا ہے۔ اس کتاب کے پڑھنے سے ہمیں مفتی صاحب مذکور کی حالت پر رونا آتا ہے۔ مفتی صاحب مذکور نے بہت ظلم کیا اور سخت ٹھوکر کھائی ہے کہ خدا کے پیارے مسیح محمد مصطفےٰ کے نائب کی تکذیب اور توہین کرکے اپنے خدا کو ناراض کرلیا ہے۔ "چشمہ ہدایت" میں ایسی باتیں لکھ دیں۔ جو ان کو قابل مواخذہ مجرم ٹھہراتی ہیں۔ مثلاً ابتداء ہی میں لکھتے ہیں :۔

" دنیا میں مذاہب حقہ اسلام کے مٹانے والے متعدد گروہ مستعد

گئے ہیں۔ بعض علانیہ مخالف ہیں جیسے آریہ جو اپنی گمراہی پھیلانے میں نہایت
کوشاں ہیں۔ اور بعض در پردہ مخالف ہیں جیسے گروہ بابی۔ اور قادیانی
احمدی اس آخری گروہ کا فتنہ تمام ہندوستان اور ملک افریقہ میں بہت
خطرناک ہے۔ ہمدردان اسلام کو کامل توجہ کرنی چاہیئے۔ مرزا غلام احمد
صاحب قادیانی نے اپنے کو مسلمان کہکر اسلام کی بیخ کنی کی ہے"

استغفر اللہ استغفر اللہ! حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور
آپکی جماعت کے متعلق یہ باتیں اسی قسم کی ہیں جس نوعیت کی باتیں
گزشتہ ماموریں اور ان کی جماعتوں کے متعلق اگلے کافروں اور منکروں نے
کہی ہیں کیونکہ ؎

ہوتی آئی ہے کہ اچھوں کو برا کہتے ہیں۔

ہم اس امر کے متعلق کہ مفتی صاحب مذکور نے جوش و خروش میں ہم
خادمان اسلام کے متعلق جو بیہودہ سرائی کی ہے اپنے آقا حضور مسیح موعود
علیہ السلام کے کلام سے چند شعر نقل کرتے ہیں فرمایا ؎

ہے تعجب آپکے اس جوش پر	فہم پر اور عقل پر اور ہوش پر
کیوں نظر آتا نہیں راہ صواب	پڑ گئے کیسے یہ آنکھوں پر حجاب
کیا یہی تعلیم فرقاں ہے بھلا	کچھ تو آخر چاہیئے خوف خدا

مومنوں پر کفر کا کرنا گماں
ہے یہ کیا ایما ندار وں کا نشاں

ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دیں	دل سے ہیں خدام ختم المرسلیں

شرک اور بدعت سے ہم بیزار ہیں — خاکِ راہِ احمدؐ مختار ہیں
سارے حکموں پر ہمیں ایماں ہے — جان و دل اس راہ پر قربان ہے
دے چکے دل اب تنِ خاکی رہا — ہے یہی خواہش کہ ہو وہ بھی فدا
تم ہمیں دیتے ہو کافر کا خطاب — کیوں نہیں لوگو تمہیں خوفِ عقاب

سخت شورے اوفتاد اندر زمیں
رحم کن بر خلق اے جاں آفریں

"چشمہ ہدایت" پر ایک نظر

عن اللغو معرضون کے ماتحت ہم "چشمہ ہدایت" کے ان تمام لغویات سے منہ پھیرتے ہیں جو حضور اقدس جری اللہ فی حلل الانبیاء صلے اللہ علیٰ محمد و علیہ وسلم کی شان پاک میں گستاخیاں اور عام جماعت احمدیہ کے حق میں فحش سے پُر ہیں۔

ہم اس وقت رسالہ "چشمہ ہدایت" کے اصل مضمون پر کسی قدر روشنی ڈالنا چاہتے ہیں جو امید ہے کہ اہل نظر کو خوش کریگی۔ اور شپرہ چشموں کو خیرہ بنائیگی وباللہ التوفیق۔

مصنف "چشمہ ہدایت" نے حضور اقدس حبیب کبریا بروز مصطفےٰ احمدؐ مسیح موعود صلے اللہ علیٰ محمد و علیہ وسلم کی مختلف کتابوں کی کچھ عبارتیں لکھی ہیں جنہیں بڑے زور کے ساتھ ہاتھ پاؤں مار کر اعتراض قائم کرنیکی کوشش کی ہے۔ اور ہم افسوس سے کہتے ہیں کہ معترض نے بہت سخت ٹھوکر کھایا

کھائی ہیں کیونکہ :-

۱- عبارتیں قطع و برید کرکے لکھی ہیں-

۲- عبارت کے نقل کرنے میں سیاق و سباق سے آنکھیں بند کرکے بیچ میں سے کچھ فقرے نقل کرلئے ہیں-

۳- بعض عبارتیں اصل دیکھ کر نقل نہیں کیں بلکہ کسی مخالف کے لکھے ہوئے پر اعتماد کرکے لکھ دی ہیں-

۴- بعض عبارتوں کے نقل کرنے میں بعض خاص لفظ حذف کردئے ہیں-

۵- نہایت ہی لغویت یا حماقت و سفاہت یہ کی ہے کہ دوسرے لوگوں کی عبارت کو حضرت مسیح موعود کی عبارت بتایا ہے اور طرہ یہ کہ ایسی عبارت کا مطلب بھی خود بیان کیا ہے- اور خود ہی اس پر اعتراض کیا ہے- غرضیکہ نقل عبارات میں خیانت قطع و برید- افترا- جعل خوب خوب کیا ہے:-
آگے چلکر انشاء اللہ ناظرین کو ہم یہ تمام باتیں دکھلائینگے- اب تو اصل مضمون اور نفس اعتراض پر غور کرتے ہیں- اور چونکہ ان عبارتوں میں معترض کے نزدیک سب سے اہم عبارت وہی ہے- جس کو اس نے سب سے پہلے لکھا ہے اور بظاہر عوام کو دھوکہ دینے کے لئے وہ ہی معترض کے ہاتھ میں بڑی چیز ہے اسلئے ہم اصل مضمون میں اسی عبارت کو لیتے ہیں- اور باقی عبارتوں کا جواب خود اسی میں آجائیگا - انشاء اللہ تعالےٰ-

کہ یہ مرزا صاحب نے مسیح موعود ہونے کا دعوےٰ کیا ہے- اور جو کام مسیح موعود کا خود انہوں نے	**مونگھیری معترض لکھتا ہے-**

متعدد جگہ اپنے رسالوں میں بیان کیا ہے۔ اس کا شمہ بھی ان کے
زمانے میں اور انکے ذریعہ سے اسوقت تک ظہور میں نہیں آیا بلکہ
اسکے خلاف ظاہر ہو رہا ہے اسلئے وہ اپنے بیان سے مسیح موعود
نہیں ہو سکتے۔ بلکہ وہ اپنے اقوال سے جھوٹے ثابت ہوتے ہیں۔
پھر وہ کام جو مسیح موعودؑ کے ذریعہ ہونے ضروری ہیں ان کو مونگھیری ایام الصلح
کے حوالے سے اسطرح لکھتا ہے :-

"اسپر اتفاق ہو گیا ہے کہ مسیح کے نزول کے وقت اسلام دنیا پر (اکثر حصہ سے[1]) پھیل جائیگا۔ اور ملل باطلہ ہلاک ہو جائینگے اور راستبازی ترقی کریگی - (صفحہ ۱۳۶)

پس نتیجہ جو کچھ مخالف نے اخذ کیا ہے۔ وہ یہی ہے کہ امور مذکورہ میں سے (کور باطن معترض کے نزدیک) حضرت مسیح موعود کے ذریعہ کوئی امر ظہور پذیر نہیں ہوا۔ اس لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا دعویٰ ناقابل تسلیم ہے۔ یہ ہے معاند مونگھیری کا اعتراض جس کو اس نے بار بار دوہرا دوہرا کر لکھا ہے۔ اور نادان بچوں کی طرح چبا چبا کر کئی کئی مرتبہ یہی بات کہی ہے اور صفحہ ۸ سے لے کر ۲۵ تک اسی ایک بات کی رٹ لگائی ہے۔ ہم نے نہایت آزادی اور فراخدلی سے اس کا اصل اعتراض لکھ دیا۔ اب ہم خدا کی تائید سے اس کے جواب! سو اب کی طرف عدل و انصاف سے قدم اٹھاتے ہوئے حقیقت واقعیہ پر روشنی ڈالتے ہیں۔

[1] مونگھیری نے یہ لفظ نقل نہیں کیا۔ درمیان سے حذف کر دیا۔ خدا ایمان دے۔ منہ

اصل حقیقت

وہ اصل حقیقت جسے قرآن شریف نے بہت واضح الفاظ میں بیان فرمایا ہے اور جو عقلمندوں کے نزدیک قابل تسلیم ہے یہ ہے کہ کبھی ایسا نہ ہوگا کہ اسلام دنیا سے بالکل ہی معدوم ہو جائے۔ اور نہ کبھی یہ ہوگا کہ دنیا کے چپہ چپہ پر صرف ہدایت ہی ہدایت جلوہ گر ہو۔ گمراہی و ضلالت یکسر قلم نابود ہو جائیں حقیقت میں ایسا ہونا قرآن و حدیث کے بیانات اور تجربات و واقعات کے خلاف ہے قرآن پاک نے ہمیشہ کے لئے عام قانون بتایا ہے۔ اور حال و مستقبل پر نگاہ رکھتے ہوئے واقعات عالم اور انسانی حالات کا وہ نقشہ کھینچا ہے جسمیں ہدایت و ضلالت کے دو دھارے ہمیشہ پاس پاس بہتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ اور یہ بھی نہایت واضح طور پر نظر آتا ہے کہ کچھ افراد انسانی اسلام کے پابند اور کچھ جادۂ اسلام سے منحرف ہمیشہ ہی رہینگے۔ چنانچہ اس امر کی شہادت کے لیے چند آیات ذیل میں لکھی جاتی ہیں۔

(۱) ھو الذی خلقکم فمنکم کافر و منکم مومن (تغابن رکوع ۱)

(خدا وہ خدا ہے۔ جس نے تمہیں پیدا کیا پھر تم میں سے کچھ کافر ہیں اور کچھ مومن)

(۲) انا ھدینہ السبیل اما شاکرا و اما کفورا (دھر رکوع ۱)

(ہمنے انسان کو راہ دکھا دی (اب) وہ شکر گذار ہوگیا یا ناشکرا)

(۳) فریقا ھدی و فریقا حق علیھم الضلالۃ (اعراف رکوع ۳)

(ایک گروہ ہدایت یافتہ ہوا۔ اور ایک گروہ وہ ہوا جن پر گمراہی ثابت ہوگئی)

(۴) فمنهم شقی و سعید (ہود رکوع ۹) ایعنی تمام نفوس انسانیہ میں کچھ شقی ہیں اور کچھ سعید) ۔

پھر یہ بھی نہایت صاف صاف الفاظ میں بیان فرمایا ہے کہ خدا تعالےٰ تمام لوگوں کو اور ساری دنیا کو ہدایت کے لئے چاہے تو مجبور کرے لیکن وہ ایسا ہرگز نہیں چاہتا کہ سب کے سب انسانوں کو مجبور کر کے صرف ہدایت ہی ہدایت پر کردے ۔ چنانچہ اس مضمون کی چند آیات درج ذیل ہیں ۔

(۱) ولو شاء لھدٰکم اجمعین ط (انعام رکوع ۱۸) (النحل رکوع ۱۰)

(اگر خدا چاہتا تو تمہیں سب کو مجبور کر کے ہدایت دیتا مگر وہ ایسا نہیں چاہتا)

(۲) افلم ییئس الذین اٰمنوا ان لو یشاء اللہ لھدی الناس جمیعا (رعد رکوع ۴)

(کیا مومنوں نے نہیں جانا کہ اگر خدا چاہے تو جبراً تمام لوگوں کو ہدایت دے پر خدا ایسا نہیں چاہتا) ۔

(۳) ولو شاء ربک لاٰمن من فی الارض جمیعا ط (یونس رکوع ۱۱)

(اگر تیرا پروردگار مجبور کرتا تو سب زمین والے ایمان لے آتے ۔ لیکن وہ ایسا جبر نہیں کرتا)

پھر یہ بھی پرزور طریقے سے بیان فرما دیا ہے کہ قیامت کے دن تک دنیا اختلاف کی رزمگاہ رہیگی ۔ نور و ظلمت کی جنگ اور حق و باطل کا مقابلہ ضرور جاری رہیگا ۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ صرف ہدایت ہی ہدایت رہجا دے اور ضلالت کا بالکل نام و نشان مٹ جائے ۔ ضرور ہے کہ جہاں ہدایت کے پھول ہونگے ۔ وہاں کچھ ضلالت کے خار بھی رہینگے ۔ غیر ممکن ہے کہ صرف ہدایت محض ما انبازی ۔ فقط ایمان ہی ایمان دنیا کے پردہ پر رہیں ۔ اور اُسکے

اضداد نہوں۔ محال ہے کہ خالص محبت و راحت ۔ سراسر یکی و نیکی ۔ بجز و صدق و یگانگت کا ہی عالم نہیں دَور دورہ ہو اور ان کے مخالفات و مقابلات میت و نابود بے نام و نمود ہو جائیں ۔ جن کا دنیا میں کوئی نشان و گمان ہی نہ رہے ۔ چنانچہ اس مضمون کو بیان کرنے والی آیتیں چند ایک ذیل میں پیش کی جاتی ہیں۔

(۱) فاغرینا بینہم العداوۃ والبغضاء الی یوم القیمۃ (مائدہ رکوع ۹)

(پھر ہم نے ڈالدی ان میں عداوت اور بغض قیامت کے دن تک)

(۲) فاغرینا بینہم العداوۃ والبغضاء الی یوم القیامۃ (مائدہ ع ۲۴)

(پھر ہم نے بھڑکا دی ان میں عداوت اور بغض قیامت کے دن تک)

(۳) وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیمۃ (آل عمران ع ۶)

(اور اے عیسیٰ) میں تیرے پیرووں کو تیرے منکروں پر غالب رکھونگا روز قیامت تک۔

ان آیات ثلٰثہ میں یہود و نصاریٰ کا ذکر ہے ۔ اور یہ ذکر ہے کہ ان سے اور قیامت تک عداوت و بغض رہیگا ۔ اور یہ بھی ذکر ہے کہ حضرت عیسیٰ کے متبعین ان کے منکرین پر غالب رہینگے اور منکرین مغلوب ۔ پس ان تین آیتوں سے یہ باتیں نہایت واضح طور پر معلوم ہوئیں جنمیں کوئی دقت و خفا نہیں اور جنہیں ہر ذی عقل بآسانی سمجھ سکتا ہے۔

(۱) قیامت تک یہودیوں کا وجود رہے گا۔

(۲) نصاریٰ بھی قیامت تک رہینگے۔

(۳) یہود و نصاریٰ میں عداوت و بغض بھی قیامت تک قائم رہے گا۔

(۴) متبعین عیسیٰ غالب رہینگے

(۵) منکرین عیسیٰ مغلوب رہینگے

پس اندریں حالات ان آیات کو پڑھتے ہوئے کون مسلمان ہے جو بیٹھ کر یہ کہہ سکتا ہے کہ دنیا پر ایک ایسا وقت بھی آئے گا کہ یہود و نصاریٰ بالکل معدوم ہو کر مٹ جائینگے۔ اور صرف اسلامی صداقت کا ہی وجود رہیگا۔ لہذا یقیناً یقیناً یہ ہی کہنا پڑتا ہے۔ اور عقل ونقل کے تطابق سے قرآن وحدیث کے تدبر سے فلسفۂ کائنات پر غور کرنے سے۔ عالم کے حالات واقعات کے مطالعہ سے۔ تجربات ومشاہدات پر نظر ڈالنے سے بھی یہی نتیجہ نکلتا ہے کہ دنیا کبھی صرف ایک ہی رنگ ہدایت پر قائم ہو جائے۔ یہ ناممکن ہے۔ قانون قدرت کی آواز اور خلقت وفطرت کا راز یہی ہے کہ ضرور ضرور ہدایت وصدق دنیا میں رہے۔ مگر نہ ایسا کہ اسکے علاوہ اور اسکے خلاف کا وجود بھی باقی نہ رہے۔

صوفیا کرام جو صحیح معنی میں حکماء اسلام ہیں۔ اس امر کو نہایت خوبی اور عمدگی کے ساتھ بیان فرماتے ہیں کہ ہمیشہ ہدایت وضلالت دونوں کے کرشمے دنیا میں رہیں گے۔ خدا تعالےٰ کی صفات کمال اور تجلیات جمال وجلال کا یہی تقاضا ہے کہ وہ راہ حق دکھاوے۔ اور مجرموں کے راستہ کو حق پرستوں کے راستہ سے الگ کرکے بتا دے جیسا کہ وہ فرماتا ہے۔

وکذالک نفصل الایات ط ولتستبین سبیل المجرمین ط

(اور ہم آیتیں کھول کھول کر بیان کرتے ہیں (اور) تاکہ مجرموں کا راستہ ظاہر ہو جائے)

ونفس وما سواھا فالھمھا فجورھا وتقوٰھا

(نفس کی قسم اور اس کی قسم جس نے نفس کو بنایا پھر اس کو اس کا فجور اور اس کا تقویٰ بتایا)

ان ھذہ تذکرۃ فمن شاء ذکرہ ط (یہ کلام اللہ بے شک یاددہانی ہے پس جو چاہے یاد کرے یعنی نصیحت حاصل کرے)

ان ھذہ تذکرۃ فمن شاء اتخذ الیٰ ربہ سبیلا ط

(بیشک یہ قرآن یاددہانی ہے پس جو چاہے اپنے رب کی طرف راستہ لے)

اس کے بعد ضرور ہے کہ وہ لوگ جو سعید روح پاک فطرت رکھتے ہیں خدا کے شمع جمال کی طرف پروانہ وار جھکیں تاکہ پھر وہ بھی انہیں منور کرے۔ اور جب یہ عاشقانہ وارفتگی کے ساتھ اور عابدانہ و خادمانہ عاجزی و فروتنی کے ساتھ اس کی طرف مائل ہوں تو یقینی ہے کہ وہ بھی انہیں نظر کرم سے دیکھے۔ اور اپنے قرب و وصال کی طرف ہدایت سے نوازے چنانچہ ارشاد ہے۔

والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا ط (جو ہمارے لئے کوشش کریں ہم انہیں اپنی راہیں دکھاتے ہیں)

ویھدی الیہ من اناب۔ (اور خدا) اس شخص کو جو عاجزی سے اس کی طرف جھکے اپنی راہ دکھاتا ہے)

اس کے بالمقابل کچھ ایسے افراد بھی ہونگے۔ جو خدا کے قہر و غضب کے مورد ہوں۔ جنپر خدا کی شان جلال کا اظہار ہو۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے۔

ومن اعرض عن ذکری فان لہ معیشۃ ضنکا

(جو میرے ذکر سے منہ پھیر لیتا ہے اس کی زندگی تنگ و خراب ہوتی ہے)

کذالک یجعل اللہ الرجس علی الذین لا یؤمنون ط

(اسی طرح خدا تعالیٰ ناپاکی بے ایمان لوگوں پر سوار کر دیتا ہے)

فبما نقضھم میثاقھم لعنّاھم وجعلنا قلوبھم قاسیۃ

(ان کی عہد شکنی کے باعث ہم نے ان کو رحمت سے دور کر دیا اور انکے دلوں کو سخت کر دیا)

کلا۔ بل ران علی قلوبھم ما کانوا یکسبون ط

(یہ ہرگز نہیں۔ بلکہ ان کی بداعمالیوں نے ان کے دل پر میل جما دیا)

لہذا ایسے بد حالات کی بناء پر وہ ایسے گندے ہو گئے کہ ان پر قہر خدا کا نزول اور اس کی شان جلال کا ظہور ہو۔ پس صفات الٰہی کی تجلیات کے اعتبار سے بھی تمام افراد انسانی دو صفوں میں منقسم ہو گئے۔ کچھ[1] مظاہر جمال جو خدائی رحمت و ہدایت کے مورد اور کچھ[2] مظاہر جلال ربانی قہر و غضب کے مورد ۔

نتیجہ یہ کہ ایسا ہونا غیر ممکن ٹھہرا کہ سب انسان کسی وقت بہمہ وجوہ ایک ہی حالت پر ہو جاوینگے۔ اور اس دنیا میں بجز ہدایت کے اور کچھ نفاق و شقاق ذرہ بھی نہ ہوگا۔ صداقت ہی صداقت رونما ہوگی۔ اہل اسلام کے سوا دوسرے فرقے بالکل ندارد اور گم ہو جاینگے نہیں۔ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ جب تک دنیا اور دنیا کے بسنے والے ہیں۔ (باستثناء افراد مخصوصہ) سب اہل ارض اختلاف کرتے ہوئے کم و بیش مختلف خیالات و حالات میں رہینگے۔ چنانچہ رب العزت ارشاد فرماتا ہے۔ ولا یزالون مختلفین الا من رحم ربک ولذالک خلقھم۔

اور وہ لوگ ہمیشہ ہی اختلاف کرتے رہیں گے (باستثناء ان کے جو مورد رحمت الٰہی ہیں)
اور اسی لئے ان کو پیدا کیا ہے ۵

عقل کہتی

کہتی ہے کہ عادات کے اختلافات۔ طبائع کے اختلافات۔ حالات کے اختلافات۔ رسوم وخیالات کے اختلافات۔ جذبات واحساسات کے اختلافات۔ عقائد ومسائل اور مذہبی معاملات کے اختلافات ایک لمحت میں مٹا کر دنیا میں خلاف واقعہ کیونکر صرف ایک ہی رنگ قائم ہو سکتا ہے ۵

بالفرض

اگر صرف ایک صداقت ہی صداقت کسی وقت میں رہ جاوے تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ اُس وقت کی نسل انسانی کیونکر اس صداقت کی لذت کو ادراک کر سکے گی۔ اور کس طرح صداقت کو صداقت سمجھ کر اُس سے فائدہ اٹھائے گی اِس لئے کہ

وبضدہا تتبین الاشیاء

اشیاء کی قدر ومنزلت اور ان کی کیفیت بے شک مقابلہ کے وقت کھلتی ہے۔ جب اس وقت میں ہونیوالی نسل کے سامنے کوئی غلط کار قوم اور اپنی نافرمانیوں کے باعث ذلت اٹھانیوالا گروہ نہ ہوگا تو حق پر چلنے والی نسل اپنے حق کی قدر کیا کریگی ۵

گر نبودے در مقابل روئے مکروہ وسیاہ
کس چہ دانستے جمال شاہد گلفام را

اسی

اس تفہیم کے بعد کہ تمام افراد انسانی بہمہ وجوہ یک رنگ نہیں ہو سکتے

ہونگے یہ دیکھنا باقی ہے کہ مسیح موعود کے زمانہ کے متعلق جو یہ پیشگوئی ہے کہ کثرت سے دنیا پر اسلام پھیلیگا۔ ملل باطلہ ہلاک ہونگے۔ راستبازی ترقی کریگی۔ اس پیشگوئی کی حقیقت کیا ہے اور اس کا صحیح منشاء اور اصل مقصود کیا

پس چونکہ اس پیشگوئی میں تین امور مذکور ہیں اسلئے ہم الگ الگ ہر ایک امر کے متعلق بحث کرتے ہیں :۔

امر اول۔ مسیح موعود کے زمانہ میں ان کے ذریعہ کثرت سے دنیا پر اسلام کا پھیلنا۔ اس کے یہ معنی سمجھنا کہ مسیح موعود کے زمانہ میں چاروں طرف اسلام ہی اسلام دنیا بھر میں رہ جائیگا۔ اور مخالف بالکل نابود ہو جائینگے محض غلط ہیں کیونکہ یہ خیال صریح آیات قرآن کے خلاف اور عقل و نقل کے معارض ہے جیسا کہ ہم ماسبق بیان میں ثابت کر چکے ہیں۔ صحیح معنی جو اس پیشگوئی کے ہیں وہ یہی ہیں کہ دنیا میں کثرت سے اسلام کے تبلیغی کام پھیل جائینگے اسلام کی طرف کثرت سے میلان قلوب ہوگا۔ اسلامی لٹریچر اسلامی دلائل کثرت سے شائع ہونگے۔ دنیا کا بیشتر حصہ آہستہ آہستہ اسلام کی طرف قدم بڑھائے گا یہانتک کہ یدخلون فی دین اللہ افواجًا کا نظارہ پیش نظر ہو جائیگا۔ اور دنیا کے بسنے والوں میں سے کثیر التعداد افراد اسلام کی صداقت کو قبول کرینگے۔ حتی کہ واقعات عالم کی زبان پکار اٹھیگی۔ کہ بیشک اسلام حق ہے۔ اور اس کے خلاف باطل۔ دوسرے مذاہب بھی اپنے افعال و اقوال سے شہادت دینگے کہ لاریب اسلام ہی ایک غالب مذہب ہے جس کے دلائل و براہین اور روحانی طاقتوں کا کوئی مقابلہ

نہیں کر سکتا۔ نہ یہ کہ مسیح موعود کافروں کو مار مار کر مسلمان بنائینگے۔ اور جو ایمان نہ لائے۔ اس کی گردن اڑا دینگے۔ جیسا کہ عوام کا خیال ہے۔ جو سراسر نص قرآن کے خلاف ہے۔ لا اکراہ فی الدین۔ یعنی دین میں زبردستی نہیں۔ جب خدا تعالےٰ کا یہ فرمان ہے تو کیونکر ہو سکتا ہے کہ مسیح موعودؑ قرآن کے خلاف کرے۔ پھر مسیح موعود کے متعلق حدیث شریف میں صاف طور پر آیا ہے۔ یضع الحرب یعنے مسیح موعود جنگوں کو ملتوی کر دیگا۔ دلائل قویہ براہین نیرہ۔ قوت رُوحانی اور دعا و انابت الی اللہ کے ذریعہ سے مخالفین کا مقابلہ کریگا ؎

امر دوم۔ مسیح موعود کے زمانہ میں ملل باطلہ کا ہلاک ہو جانا۔ اس کے صحیح معنی بھی یہی ہیں کہ ملل باطلہ دلائل و براہین کے مقابلہ میں ہیچ ثابت ہونگی۔ اور ان کے ماننے والوں پر کھل جائیگا اور دنیا سمجھ لیگی کہ اسلام کے سوا تمام مذاہب مردہ ہیں۔ فقط ایک مذہب اسلام ہی ہے جو زندہ مذہب ہے اور مسیح موعود اپنی دعوت و تبلیغ کی وہ صدا بلند کریگا کہ ملل باطلہ پر ایک رُوحانی موت پڑ جائیگی نہ کہ ظاہری موت کہ تمام غیر مذاہب فنا ہو جائیں۔ اور ان کے ماننے والے مر جائیں۔ کیونکہ یہ خیال خلاف واقعہ اور مخالف عقل و نقل ہے چنانچہ پہلے ثابت ہو چکا ہے ؎

امر سوم۔ مسیح موعود کے زمانہ میں راستبازی کا ترقی کرنا ؎

یہ امر سوم حقیقتاً دو نو امور مذکورہ کا تتمہ ہے۔ اور اس امر کا منشاء یہی ہے۔ کہ مسیح موعود کے وقت میں ان کی صحبت کی برکت سے لوگ بدا عمالیاں

ترک کر کے صالحین میں داخل ہونگے۔ اور دین کی پابندی (جو مدار راستبازی ہے) سچے دل سے اختیار کرینگے۔ اور کمال قوت اور پوری کوشش کے ساتھ اسلام پر قائم ہونگے۔ معاملات اچھے رکھیں گے۔ اخلاق میں نہایت صحیح راستے پر قائم ہونگے۔ تبلیغ اسلام و اشاعت حق میں دن رات دل و جان سے کوشاں رہینگے۔ راستی و راستبازی کے دلدادہ ہونگے ؎

کیا حضرت مرزا غلام احمدؑ قادیانی کے وجود سے یہ اُمور ظہور میں آئے۔

امور ثلاثہ مذکورہ کے اصلی معنی اور صحیح مفہوم سمجھنے کے بعد اب یہ سوال رہتا ہے کہ "کیا حضرت مرزا غلام احمدؑ قادیانی کے وجود سے یہ امور ظہور میں آئے" اور یہی اصل سوال ہے کہ اس کے حل ہو جانے سے بہت کچھ مشکلات حل ہو جائینگی۔ اور دنیا کو بہت کچھ فائدہ اٹھانے کا موقعہ مل جائیگا۔ اور حق کی تڑپ رکھنے والوں کو ابتغاء مرضات اللہ کی راہ آسان ہو جائیگی۔ گو قبل ازیں بڑے اچھے پیرایہ میں نہایت خوبی کے ساتھ خود حضرت مسیح موعودؑ اور آپ کے خلفاء اور سلسلہ احمدیہ کے علماء نے ان سوالات کے جوابات خوب خوب دئے ہیں نیز واقعات نے بھی بہت کچھ جوابات کی طرف رہبری کی ہے۔ اور بہت سے مواقع پر مخالفین کی لسانِ حال و زبان قال سے

ان کے جوابات نکل چکے ہیں۔ پھر بھی ہم نے مقابلے میں جوابات دیتے ہیں اور اہل علم وذی ہوش حضرات کی خدمت میں تحریک کرتے ہیں کہ جس طرح ہم آزادی و فراخدلی سے جوابات دیتے ہیں۔ اسی طرح وہ بھی بدگمانی اور کینہ سے دل کو پاک کر کے خدا کے مامور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ و نائب داعی اسلام حضرت مرزا غلام احمد قادیانی کے معاملہ میں کامل غور اور تدبر اور پورے صدق و دیانت سے کام لے کر مفید نتیجہ پر پہنچیں ۔ اب ہم ہر ایک امر کے متعلق علیحدہ علیحدہ گفتگو کرتے ہیں۔

اسلام کا کثرت سے دنیا پر پھیلنا

اسلام کے کثرت سے پھیلنے کے لئے ضرور ہے کہ صحیح اسلام قائم ہو۔ چنانچہ یہ حقیقت واقعیہ ہے کہ آج صحیح اسلام حضرت غلام احمدؑ قادیانی نے دنیا پر ظاہر کیا ہے ورنہ اسلام کے مدعی حضرات نے جو اسلام کی صورت بگاڑی ہے وہ ناگفتہ بہ حالت اور درد انگیز قصہ غم ہے۔ عقائد میں کیا کیا زبردستیاں کی گئی ہیں۔ ایجادات و اختراعات کی پوری طاقت اس باب میں ختم کی گئی ہے۔ مسائل فرعیہ جزئیہ میں کس قدر تنافس اور ہنگامہ آرائی ہے۔ کہ ایک سادہ لوح تو یقیناً گھبرا اٹھیگا۔ غیر ضروری اور معمولی باتوں میں کتنا انہماک ہے۔ کہ ہزاروں فرائض پس پشت ڈالدیئے گئے۔ تکفیر کا بازار گرم اور اسلامی تبلیغ کی طرف سے دل سرد ہیں۔ بات بات میں لوگوں سے الجھ پڑنا اور بات کا بتنگڑ بنا لینا یہ حضرات علماء کرام کے مشاغل ہیں

جس کی شہادت میں چودھویں صدی کے مولوی صاحبان کے رسالے فتاوے مباحثے اور کتابیں پیش کی جا سکتی ہیں۔ پھر لطف یہ کہ ہداۃ دین اور حماۃ اسلام حضرات نے قرآن پاک کو اس طرح الگ رکھ دیا ہے کہ حضور سیدنا محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی یہ شکایت دربار الٰہی میں نہایت واجبی ہے۔ وقال الرسول یارب ان قومی اتخذوا ھذا القرآن مھجوراً۔ ربنا لا تجعلنا منھم۔

پس اول تو یہ ملاحظہ فرمایئے کہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی نے صحیح اسلام دنیا کے سامنے پیش کیا۔ اور تمام فروعی جزئی جھگڑوں کا خاتمہ کر دیا قرآن کو دنیا میں پھیلایا۔ اور مسلمانوں کو قرآن کی طرف توجہ دلا کر انہیں ایک مضبوط چٹان پر قائم کر دیا۔ کہ اس کے بعد وہ ہرگز ٹھوکر نہیں کھا سکتے۔ اسی کے مشاہدہ و تجربہ اور مرتبہ عین الیقین پر پہنچانے کے لئے ضروری ہے کہ احمدی جماعت پر ایک غیر جانبدارانہ نظر ڈالی جائے۔ احمدی لٹریچر بحیثیت ایک منصف کے پڑھا جائے۔ اور ان کے وہ مجاہدات بھی دیکھے جائیں جو وہ اسلام کے لئے برداشت کر رہے ہیں۔ کیونکہ "درخت اپنے پھلوں سے پہچانا جاتا ہے" پس حضرت غلام احمد قادیانی کے ثمرات تعلیم اور برکات فیض دیکھئے۔ اور خدا کے لئے دل میں غور کیجئے۔

پھر اسلام کا کثرت سے دنیا پر پھیلنا آناً فاناً تو نہیں ہوگا۔ اس لئے

لہ اگر کوئی علماء حال کا قال و حال دیکھنا چاہے تو "علماء خلف" ایک رسالہ عجیب حالات علماء حال پر مشتمل ہے۔ فاروق بک ایجنسی قادیان سے منگا کر مطالعہ کرے۔ قیمت (احمدی)

کہ یہ سنت مستمرہ کے خلاف ہے۔ پس مخالفین اسقدر تعجیل کیوں کرتے ہیں۔ ذرا صبر سے کام لیں اور آہستہ آہستہ دیکھتے جائیں کہ کس طرح مسیح کے ذریعہ اور اس کے طریق تبلیغ پر اسلام دنیا میں پھیلتا ہے۔ انما توعدون لآت وما انتم بمعجزین۔

یاد رکھو کہ حضرت مسیح موعود کے ہاتھ غلبۂ اسلام اور کثرت سے اشاعت اسلام کے لیے جو تخم زمین پر بویا گیا خود حضرت مسیح موعود ایام الصلح ملا پر اس کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں :-

"یہ تخم جو زمین میں بویا گیا۔ آہستہ آہستہ نشو و نما پائیگا یہاں تک کہ خدا کے پاک وعدوں کے مطابق ایک دن یہ ایک بڑا درخت ہو جائیگا۔ اور تمام سچائی کے بھوکے اور پیاسے اس کے سایہ کے نیچے آرام کرینگے۔ دلوں سے باطل کی محبت اُٹھ جائیگی۔ گویا باطل مر جائیگا۔ اور ہر ایک سینے میں سچائی کی روح پیدا ہوگی۔ اور اس روز وہ سب نوشتے پورے ہو جائینگے جن میں لکھا ہے کہ زمین سمندر کی طرح سچائی سے بھر جائیگی۔ مگر یہ سب کچھ جیسا کہ سنت اللہ ہے تدریجاً ہوگا۔ اس تدریجی ترقی کیلئے مسیح موعود کا زندہ ہونا ضروری نہیں بلکہ خدا کا زندہ ہونا کافی ہوگا۔ یہی خدا تعالےٰ کی قدیم سنت ہے۔ اور الٰہی سنتوں میں تبدیلی نہیں ہو سکتی پس ایسا آدمی سخت جاہل ہوگا کہ جو مسیح موعود کی وفات ہونے پر اعتراض کرے کہ وہ کیا کر گیا۔ کیونکہ اگرچہ

یکدفعہ نہیں مگر انجام کار وہ تمام بیج جو مسیح موعود نے بویا۔ تدریجی طور پر بڑھنا شروع کریگا اور دلوں کو اپنی طرف کھینچیگا۔ یہاں تک کہ ایک دائرہ کی طرح دنیا میں پھیل جائیگا۔ وہ وقت اور گھڑی خدا تعالےٰ کے علم میں ہے جب یہ اکمل اور اتم تبدیلی ظہور میں آئے گی جس طرح تم دیکھتے ہو کہ دجالیت بھی یکدفعہ زمین میں نہیں پھیلی۔ بلکہ اس کا بیج آہستہ آہستہ بڑھتا اور پھولتا گیا۔ ایسا ہی آہستہ آہستہ سچائی کی طرف دنیا اپنی کروٹ بدلیگی۔ تماشا بینوں کی طرح یہ خیال نہیں رکھنا چاہیئے کہ یکدفعہ دنیا اُلٹ پلٹ ہوجائیگی بلکہ جیسا طرح یہ کھیت اور درخت بڑھتے ہیں ایسا ہی ہوگا (اور ہو رہا ہے)

ملل باطلہ کا ہلاک ہونا

اس امر کے متعلق یہ ظاہر ہے کہ تمام باطل ملتوں کے ہلاک ہونے سے یہ مراد تو ہرگز نہیں ہوسکتی کہ دنیا میں کوئی ضلالت اور ضلالت کا پیرو بھی باقی نہ رہیگا۔ یقیناً اس کا منشاء یہی ہے کہ تمام ملل باطلہ پر ایک روحانی موت پڑ جائیگی۔ سو ظاہر ہے کہ حضرت مسیح موعود کے ذریعہ یہ کام اسطرح پورا ہوگیا کہ حضرت اقدس نے تمام دنیا کے اہل مذاہب کو بار بار نہایت کھلے طریق سے اور پورے طور پر کامل آزادی کے ساتھ مقابلہ کے لئے بلایا۔ نہ ا

مدعیان خدا پرستی کو عام اعلان سُنا دیا کہ اگر تم یا تمہارے مذہب میں جان ہے تو آؤ اور اسلام کا مقابلہ کرو۔ میں اسلام کو غالب و صادق کر دکھاؤنگا اگر تم میں کچھ قوت و طاقت ہے تو آؤ دلائل و براہین سے۔ آسمانی نشانوں کے ذریعہ۔ روحانی کمالات کے ساتھ اپنی اپنی سچائی ظاہر کرو۔ لیکن دنیا گواہ۔ زمین و آسمان شاہد ہیں کہ کسی مذہب و ملت کا زعیم کسی دھرم کا بڑے سے بڑا حامی کار نہ اٹھا۔ اور کسی نے بھی اپنے دلائل و نشانات سے اپنی زندگی کا ثبوت دینے کی ہمت نہ کی ٥

ودارِج دہاھم من عجیب الی الندی
قلم یجبہ عند ذالک مجیب

پس اس طرح دنیا کے تمام مذاہب نے اپنی موت و ہلاکت پر خود ہی مُہر کردی۔ عقلمند کے نزدیک اس سے بڑی موت اور کیا ہوسکتی ہے۔ خدا تعالےٰ قرآن پاک میں فرماتا ہے۔ لیہلک من ھلک عن بینۃٍ ویحییٰ من حیّ عن بینۃ ط جو مرتا ہے دلیل سے مرے۔ اور جو زندہ رہتا ہے دلیل سے زندہ ہے۔ اصلی زندگی دلائل اور روحانی طاقت کی زندگی ہے اور بدترین موت روحانی موت اور دلائل سے ہلاک ہو جاتا ہے۔ اور یہ کوئی تصنع اور تکلف سے بنائی ہوئی بات نہیں۔ بلکہ حق و حقیقت کی جان ہے۔ اور قرآن و حدیث و تعلیم و عقائد اسلام کے مطابق۔ ہاں جو لوگ عجائب پرست ہیں اور خلافِ عقل و نقل بازیگروں کا سا تماشہ دیکھنا چاہتے ہیں وہ اگر اسے تسلیم نہیں کرتے تو نہ کریں ہم سنجیدہ و دانشور انسان سے کبھی ناامید نہیں کہ وہ ہماری بات کو

خفیف سمجھ کر چھوڑ دیگا۔ جنہوں نے حضرت مسیح موعود کی تقریریں سنی اور تحریریں پڑھی ہیں۔ آپ کے خدام کے بیانات بھی سُنے یا سلسلہ احمدیہ کے لٹریچر پڑھنے اور دلائل سننے کا انکو موقع ملا ہے یا علماء سلسلہ سے کبھی استفادہ حاصل کیا ہے۔ وہ تو بخوبی سمجھ سکتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود نے کس خوبی سے اسلام کو زندہ اور دیگر مذاہب کو مُردہ و ہلاک کر دیا ہے ؛

۳۳ راستبازی کا ترقی کرنا۔

اس امر کے سمجھنے کے لئے ضروری ہے کہ دیگر فرقوں کے مقابلہ میں ایک طرف احمدی جماعت کو رکھا جائے۔ اور انصاف و غور کی آنکھ سے نظر کی جائے کہ آیا راستبازی کی ترقی حضرت مسیح موعود کے ذریعہ سے کسقدر اور کس حد تک ہوئی۔

پس تمام دیگر فرقوں سے مقابلہ کرتے ہوئے ہم نہایت آزادی اور پوری قوت کے ساتھ یہ کہتے ہیں کہ راستبازی کی ترقی کا حال یہ ہے۔ کہ آج ہم اپنے اندر ایک خاص تبدیلی اور نور دیکھتے ہیں۔ جو زندگی احمدی جماعت میں ہے وہ دوسرے کسی اسلامی فرقہ میں نہیں۔ اخلاق میں جو جو خوبیاں خدا نے احمدی جماعت کو عطا فرمائی ہیں وہ بھی اپنی جگہ ایک ممتاز نشان ہے۔ رسوم قبیحہ کے ترک اور صدق و دیانت و ایمانداری جو اس جماعت کے اندر ہے وہ خدا کے فضل سے ایک خاص کیفیت اور ایک عمدہ نمونہ

اس امر کے لئے خدا نے پیدا فرما دی ہے کہ بے شک حضرت مسیح موعودؑ کے ذریعہ راستبازی نے ترقی کی - اور آئندہ بہت کچھ ترقی کریگی جس طرح کہ آہستہ آہستہ جماعت ترقی کر رہی ہے - اسی طرح راستبازی بھی ترقی پر ہے - اللّٰھم زد فزد - اور یہ سب تحدیث نعمت ہے ولا فخر -

کج فہمی کا علاج

اس عام اور اُصولی بحث کے بعد ہم معترض کی کج فہمی کا علاج کرتے ہیں - کیونکہ غریب معترض نے حضرت مسیح موعودؑ کی چند عبارتیں کچھ اپنے خیال کے مطابق ایک معنی بنائے ہیں - پھر بناء الفاسد علی الفاسد کرنے کے لئے اسپر وہی اعتراض کیا ہے - جس کے متعلق ہم ابھی تحقیق کر چکے ہیں اور خوب جی بھر کے خیانت اور حق پوشی کی ہے - پس جیسا کہ ہم پہلے وعدہ کر چکے ہیں - عبارت کتاب کی امانت میں خیانت جو مونگھیری معترض نے کی - اس کی چند ایک مثالیں ذیل میں لکھتے ہیں :-

خیانت کی مثال

مونگھیری معترض ثناء اللہ امرتسری کے اہلحدیث یکم اپریل ۱۹۱۸ء سے نقل کرتا ہوا لکھتا ہے :-

" مرزا صاحب نے اپنے کام کا پروگرام بصورت عہدہ مسیح موعود

یوں بنایا تھا جو انہی کے لفظوں میں ہم سناتے ہیں۔ (۲) ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ و دین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ

یہ آیت جسمانی اور سیاست ملکی کے طور پر حضرت مسیح موعود کے حق میں پیشگوئی ہے اور جس غلبہ کاملہ دین اسلام کا وعدہ دیا گیا ہے وہ غلبہ مسیح کے ذریعہ سے ظہور میں آئیگا۔ اور جب حضرت مسیح علیہ السلام دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے۔ تو ان کے ہاتھ سے دین اسلام جمیع آفاق اور اقطاع میں پھیل جائیگا۔" (براہین احمدیہ صفحہ ۴۹۸)

اسکے متعلق **اول** تو یہ امر یاد رکھنے کے لائق ہے کہ یہ بات عام عقیدہ کی بناء پر لکھی گئی ہے۔ کیونکہ عبارت خود کہہ رہی ہے۔ کہ ابھی تک حضرت مسیح موعود خود بھی حضرت مسیح ناصری کی آمد کے خیال کی تصدیق کرتے تھے پس براہین احمدیہ سے استدلال کا حق ہی کسی معترض کو نہیں۔ جیسا کہ خود حضور مسیح موعود علیہ السلام بھی فرما چکے ہیں۔ **دوسرے** اس عبارت کا مطلب بھی وہی ہے۔ جو قانون قدرت اور آیات قرآن کے مطابق ہے **تیسرے** مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے۔ کہ ان مدعیان علم و عمل مولوی صاحبان کی حالت کس قدر قابل تاسف ہے کہ پہلے مولوی ثناء اللہ نے ایک عبارت خیانت کر کے لکھی۔ اور اسمیں اصل عبارت جو اس مضمون پر ان کے توہمات کے خلاف بجلی گراتی تھی بالکل چھوڑ دی۔ پھر مونگھیری معترض نے ایک غیر مقلد کی تقلید میں

یکے دزد باشد دگر پردہ دار

کا ثبوت دینے کے لئے اسی طرح نقل کیا۔ اور پوری عبارت لکھنے سے
اعراض و اغماض کر کے دنیا کو دھوکہ دینے کی کوشش کی۔ خدا ہی اس خیانت
کی اُستاد شاگرد دونوں کو جزا دے۔

صفتیں ان کو کہتے ہیں برباد دونو
وہ ظالم ہیں شاگرد و استاد دونو

منصف حضرات مذکورہ بالا عبارت براہین کو ایک دفعہ پھر پڑھیں اور
معترض کی خیانت سے پورے طور پر آگاہ ہونے کے لئے براہین کی
بقیہ عبارت کو بھی ملا کر پڑھیں جو یہ ہے:۔

"لیکن اس عاجز پر ظاہر کیا گیا ہے۔ کہ یہ خاکسار اپنی غربت اور
انکسار توکل اور ایثار اور آیات اور انوار کے رُو سے مسیح کی پہلی
زندگی کا نمونہ ہے۔ اور اس عاجز کی فطرت اور مسیح کی فطرت باہم
نہایت ہی متشابہ واقع ہوئی ہے۔ گویا ایک ہی جوہر کے دو ٹکڑے
یا ایک ہی درخت کے دو پھل ہیں اور بحدی اتحاد ہے کہ نظر کشفی
میں نہایت ہی باریک امتیاز ہے۔ اور نیز ظاہری طور پر بھی ایک
مشابہت ہے اور وہ یوں کہ مسیح ایک کامل اور عظیم الشان نبی یعنی
موسیٰ کا تابع اور خادمِ دین تھا اور اس کی انجیل توریت کی فرع
ہے۔ اور یہ عاجز بھی اس جلیل الشان نبی کے احقر خادمین میں سے
ہے کہ جو سید الرسل اور سب رسولوں کا سرتاج ہے۔ اگر وہ حامد
ہیں تو وہ احمد ہے۔ اگر وہ محمود ہیں تو وہ محمد ہے (صلے اللہ علیہ وسلم)

سو چونکہ اس عاجز کو حضرت مسیح سے مشابہت تامہ ہے اسلئے خداوند کریم نے
مسیح کی پیشگوئی میں ابتدا سے اس عاجز کو بھی شریک کر رکھا ہے یعنی
حضرت مسیح پیشگوئی متذکرہ بالا کا ظاہری اور جسمانی طور پر مصداق ہے اور یہ
عاجز روحانی اور معقولی طور پر اس کا محل اور مورد ہے یعنی روحانی طور
پر دین اسلام کا غلبہ جو حجج قاطعہ اور براہین ساطعہ پر موقوف
ہے۔ اس عاجز کے ذریعہ سے مقدر ہے گو اسکی زندگی میں یا بعد وفات ہو اور
اگرچہ دین اسلام اپنے دلائل حقہ کی رو سے قدیم سے غالب چلا
آیا ہے۔ اور ابتدا سے اسکے مخالف رسوا اور ذلیل ہوتے چلے
آئے ہیں لیکن اس غلبہ کا مختلف فرقوں اور قوموں پر ظاہر ہونا
ایک ایسے زمانے کے آنے پر موقوف تھا جو بباعث کھل جانے
راہوں کے تمام دنیا کو ممالک متحدہ کی طرح بناتا ہو اور ایک ہی
قوم کے حکم میں داخل کرتا ہو اور تمام اسباب اشاعت تعلیم اور تمام
وسائل اشاعت دین کے بتمامتر سہولت و آسانی پیش کرتا ہو۔
اور اندرونی اور بیرونی طور پر تعلیم حقانی کے لئے نہایت مناسب اور
موزون ہو۔ سو اب وہی زمانہ ہے۔ کیونکہ بباعث کھل جانے
راستوں اور مطلع ہونے ایک قوم کے دوسری قوم سے اور ایک
ملک کے دوسرے ملک سے سامان تبلیغ کا بوجہ احسن میسر آ گیا ہے
اور بوجہ انتظام ڈاک و ریل و تار و جہاز و وسائل متفرقہ اخبار وغیرہ
کے دینی تالیفات کی اشاعت کے لئے بہت سی آسانیاں ہو گئی ہیں

غرض بلاشبہ اب وہ وقت پہنچ گیا ہے کہ جبیں تمام دنیا ایک ہی
ملک کا حکم پیدا کرتی جاتی ہے۔ اور بباعث شائع اور رائج ہونے کئی
زبانوں کے تفہیم تفہیم کے بہت سے ذریعہ نکل آئے ہیں اور غیریت
اور اجنبیت کی مشکلات سے بہت سی سبکدوشی ہو گئی ہے۔ اور بوجہ میل
ملاپ دائمی اور اختلاط شبا روزی کی وحشت اور نفرت بھی کہ جو بالطبع
ایک قوم کو دوسری قوم سے تھی۔ بہت سی گھٹ گئی چنانچہ اب ہندو
بھی جن کی دنیا ہمیشہ ہمالیہ پہاڑ کے اندر ہی اندر تھی اور جن کو سمندر کا
سفر کرنا مذہب سے خارج کر دیتا تھا۔ لنڈن اور امریکہ تک سیر کر آتے
ہیں۔ خلاصہ کلام یہ کہ اس زمانہ میں ہر ایک ذریعہ اسلام اور اشاعت دین
کا اپنی وسعت تامہ کو پہونچ گیا ہے۔ اور گو دنیا پر بہت سی ظلمت
اور تاریکی چھا رہی ہے۔ مگر پھر بھی ضلالت کا دورہ اختتام پر پہونچا
ہوا معلوم ہوتا ہے۔ اور گمراہی کا کمال رو بزوال نظر آتا ہے۔ کچھ
خدا کی طرف سے ہی طبائع سلیمہ صراط مستقیم کی تلاش میں لگ گئے ہیں
اور نیک اور پاکیزہ فطرتیں طریقہ حقہ کے مناسب حال ہوتی جاتی
ہیں۔ اور توحید کے قدرتی جوش نے مستعد دلوں کو وحدانیت کے
چشمہ صافی کی طرف مائل کر دیا ہے۔ اور مخلوقات پرستی کی عمارت کا
بودہ ہونا دانشمند لوگوں پر کھلتا جاتا ہے۔ اور مصنوعی خدا پھر دوبارہ
عقلمندوں کی نظر میں انسانیت کا جامہ پہنتے جاتے ہیں اور بالہیم
آسمانی مدد دین حق کی تائید کے لئے ایسے جوش میں ہیں کہ وہ نشان اور

خوارق جن کی سماعت سے عاجز اور ناقص نہدی خدا بنائے گئے تھے۔ اب وہ حضرت سید الرسل کے ادنےٰ خادموں اور چاکروں مشہود اور محسوس ہو رہے ہیں اور جو پہلے زمانہ کے بعض نبی صرف اپنے اپنے حواریوں کو چھپ چھپ کے کچھ نشان دکھلاتے تھے اب وہ نشان حضرت سید الرسل کے احقر توابع سے دشمنوں کے روبرو ظاہر ہوتے ہیں۔ اور انہیں دشمنوں کی شہادتوں سے حقیت اسلام کا آفتاب تمام عالم کے لئے طلوع کرتا جاتا ہے ماسوا اس کے یہ زمانہ اشاعت دین کے لئے ایسا مددگار ہے کہ جو امر پہلے زمانوں میں سو سال تک دنیا میں شائع نہیں ہو سکتا تھا۔ اب اس زمانہ میں وہ صرف ایک سال میں تمام ملکوں میں پھیل سکتا ہے۔ اس لئے اسلامی ہدایت اور ربانی نشانوں کا نقارہ بجانے کے لئے اسقدر اس زمانہ میں طاقت پائی جاتی ہے۔ جو کسی زمانہ میں اسکی نظیر نہیں پائی جاتی صدہا وسائل جیسے ریل و تار و اخبار وغیرہ اسی خدمت کے لئے ہر وقت طیار ہیں تاکہ ایک ملک کے واقعات دوسرے ملک میں پہنچائیں سو بلاشبہ معقولی اور روحانی طور پر دین اسلام کے دلائل حقیت کا تمام دنیا میں پھیلنا ایسے ہی زمانہ پر موقوف تھا۔ اور یہی باسامان زمانہ اس مہمان عزیز کی خدمت کرنے کے لئے من کل الوجوہ اسباب مہیا رکھتا ہے۔ پس خداوند تعالےٰ نے اس احقر عباد کو اس زمانہ میں پیدا کر کے اور صدہا نشان آسمانی اور خوارق غیبی

اور معارف و حقائق مرحمت فرما کر اور صدہا دلائل عقلیہ قطعیہ یہ علم بخش کر یہ ارادہ فرمایا ہے کہ تا تعلیمات حقہ قرآنی کو ہر قوم اور ہر ملک میں شائع اور رائج فرما دے۔ اور اپنی حجت ان پر پوری کر دے اور اسی ارادہ کی وجہ سے خداوند کریم نے اس عاجز کو یہ توفیق دی کہ اتماماً للحجۃ دس ہزار روپیہ کا اشتہار کتاب کے ساتھ شامل کیا گیا ہے اور دشمنوں اور مخالفوں کی شہادت سے آسمانی نشانی پیش کی گئی اور ان کے معارضہ اور مقابلہ کے لئے تمام مخالفین کو مخاطب کیا گیا تا کہ کوئی دقیقہ اتمام حجت کا باقی نہ رہے اور ہر ایک مخالف اپنے مغلوب اور لاجواب ہونے کا آپ گواہ ہو جائے۔ غرض خداوند کریم نے جو اسباب اور وسائل اشاعت دین کے اور دلائل اور براہین اتمام حجت کے محض اپنے فضل و کرم سے اس عاجز کو عطا فرمائے ہیں وہ امم سابقہ میں سے آج تک کسی کو عطا نہیں فرمائے اور جو کچھ اس بارے میں توفیقات غیبیہ اس عاجز کو دی گئی ہیں وہ انہیں سے کسی کو نہیں دی گئیں۔ وذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء۔ سو چونکہ خداوند کریم نے اسباب خاصہ سے اس عاجز کو مخصوص کیا ہے اور ایسے زمانہ میں اس خاکسار کو پیدا کیا ہے کہ جو اتمام خدمت تبلیغ کے لئے نہایت ہی مددگار ہے اس لئے اس نے اپنے تفضلات و عنایات سے یہ خوشخبری بھی دی ہے کہ روز ازل سے یہی قرار یافتہ ہے کہ آیت کریمہ متذکرہ بالا اور نیز

آیت کریمہ [illegible] تو وہ کا روحانی طور پر مصداق ہے یہ عاجز ہو
اور خدا تعالیٰ ان دلائل و براہین کو اور ان سب باتوں کو کہ جو اس
عاجز نے مخالفوں کیلئے لکھی ہیں خود مخالفوں تک پہنچا دیگا اور
ان کا عاجز اور لاجواب اور مغلوب ہونا دنیا میں ظاہر کر کے مفہوم
آیت متذکرہ بالا کا پورا کر دے گا۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک"

پس جس صورت اور جس رنگ میں یہ امور مذکورہ بالا واقع ہونے تھے وہ
ہوئے اور ہو رہے ہیں اور ہونگے۔ ان ما توعدون لآت۔ وکان
وعد اللہ مفعولاً۔

خیانت کی ایک اور مثال

ہمارے سامنے اسوقت ضمیمہ انجام آتھم رکھا ہے۔ جسے ہم بار بار پڑھتے
ہیں۔ اور معترض کی خیانت اور اعتماد پر متعجب ہوتے ہیں۔ بغیر مزید تمہید کے
ہم حضور اقدس کی اصل عبارت اور معترض کی نقل کردہ عبارت برابر لکھتے
ہیں تاکہ معترض کی بددیانتی ایک اور ایک دو کی طرح صاف صاف
ظاہر ہو جائے۔ اور حق کے طالبوں کو غور کرنے کا موقع ملے۔ فاللہ
ھو الولی یقول الحق ویھدی السبیل۔

حضور اقدس کی اصل عبارت	معترض کی نقل کردہ عبارت
حضرت اقدس مشکّکین اور متردّدین کو عام اعلان دیتے ہیں اور چھ طریق تسلّی	معترض نے خیانت کو کامل بنانے کے لئے جسقدر جرأت سے کام لیا ہے

پیش کرتے ہوئے فرماتے ہیں :۔

ششم۔ اگر ان باتوں میں کوئی بھی نہ کریں تو مجھے اور میری جماعت سے سات سال تک اس طور سے صلح کرلیں کہ تکفیر اور تکذیب اور بدگمانی سے منہ بند رکھیں۔ اور ہر ایک کو محبت اور اخلاق سے ملیں۔ اور قہر الٰہی سے ڈر کر ملاقاتوں میں مسلمانوں کی عادت کے طور پر پیش آویں ہر ایک قسم کی شرارت اور خباثت کو چھوڑ دیں۔ پس اگر ان سات سال میں میری طرف سے خدا تعالیٰ کی تائید سے اسلام کی خدمت میں کوئی نمایاں اثر ظاہر نہ ہوں جیسا کہ مسیح موعود کے ہاتھ سے ادیان باطلہ کا مرنا ضروری ہے یہ موت جھوٹے دینوں پر میرے ذریعہ سے ظہور میں نہ آوے یعنی خدا تعالیٰ میرے ہاتھ پر وہ نشان ظاہر نہ کرے جس سے اسلام کا بول بالا ہو اور جس سے ہر ایک طرف سے اسلام میں داخل ہونا شروع ہو جائے۔ اور عیسائیت کا

ہمیں اس پر رہ رہ کر افسوس آتا ہے حضرت اقدس کی عبارت کا روئے خطاب منکرین متردین کی جانب ہے۔ اور وہ بھی اس لئے کہ اگر معترضین سات سال اسلئے ان باتوں پر عمل کریں جو حضور نے لکھی ہیں اسکے بعد اگر کوئی نمایان نشان ظاہر نہ ہوں تو حضور اقدس خود کو کاذب خیال کرلینگے۔ مگر ظالم معترض سیاق و سباق کی عبارت حذف کر کے صرف اتنی عبارت نقل کرتا ہے :۔

"اگر *ان سات سال میں میری طرف سے خدا تعالیٰ کی تائید سے اسلام کی خدمت میں نمایاں اثر ظاہر نہ ہوں اور جیسا کہ مسیح موعود کے ہاتھ سے ادیان باطلہ کا مرنا ضروری ہے یہ موت جھوٹے دینوں پر میرے ذریعہ سے ظہور میں نہ آوے یعنی خدا تعالیٰ میرے ہاتھ سے وہ نشان ظاہر نہ کرے جس سے اسلام کا بول بالا ہو اور جس سے ہر ایک طرف سے اسلام میں داخل

* یہاں پر اُن سات سال کا لفظ تھا۔ اُن کے لفظ سے چونکہ مذکورہ سالوں کی طرف اشارہ تھا اس لئے معترض نے اپنا اعتراض قائم کرنے کے لئے اُن حذف کر دیا (خدا اسکی جزا دے)

باطل معبود فنا ہو جائے اور دنیا اور رنگ نہ پکڑے۔ تو میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں اپنے تئیں کاذب خیال کروں گا۔"	ہونا شروع ہو جائے۔ اور عیسائیت کا باطل معبود فنا ہو جائے اور دنیا اور رنگ نہ پکڑ جائے تو میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں اپنے کاذب خیال کروں گا۔"

مونگھیری معترض اتنی عبارت لکھ کر بہت کچھ لکھتا ہے۔ مثلاً کہتا ہے۔
اب اس میعاد کو بھی چودہ برس گذر گئے۔ اور ادیان باطلہ ہلاک تو کیا ہوتے انہیں ترقی ہو رہی ہے۔ وغیرہ وغیرہ من الخرافات۔

لیکن اصل عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت اقدس نے جوان سات سال کا ذکر کیا ہے۔ وہ معترضوں کے مقابلہ میں شرائط مذکورہ صلح کرنے پر مبنی ہے اب خود معترضین اپنے گریبان میں منہ ڈالکر سوچیں اور ہمیں بتائیں۔ کہ انہوں نے اس تجویز و شرط پر عمل کیا۔ اور سات سال تحفیر و تکذیب و تذلیل سے باز رہ کر اپنے صبر و تقویٰ شعاری کا ثبوت دیا ہے؟ ہرگز ہرگز نہیں پھر اب عبارت کو قطع و برید کر کے اور اصل منشاء سے دور لیجا کر اعتراض کرنا سراسر ضد تعصب خیانت اور بے ایمانی نہیں تو اور کیا ہے۔ رہا ہلاک ملل باطلہ۔ وہ جس رنگ میں مقدر ہے۔ اس رنگ میں واقع ہوا اور ہو رہا ہے۔ اور ہوتا رہے گا

سیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون

مفتریانہ حماقت کی مثال

مونگھیری معترض نے ایک عجیب یا عجیب تر ناپاک حرکت کی ہے جسے ہم مفتریانہ حماقت سے تعبیر کرتے ہیں :-

(۱) غیر کی عبارت کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عبارت بتایا۔

(۲) اسی پر اکتفا نہیں کیا۔ بلکہ الہامی اعلان کہکر استہزا کیا۔

(۳) اس عبارت کا اس کے محل و موقع کے خلاف مطلب گھڑ لیا۔

(۴) پھر غلط بنیاد پر بہت کچھ کاغذ سیاہ کر ڈالا ہے اور بہت ہی اچھل کود مچائی ہے۔ صفحہ ۲۰ و ۲۱ چشمۂ ہدایت پر لکھتا ہے۔

" اس قول کی تائید مرزا صاحب نے اپنے الہامی اعلان سے کی ہے جس کو انہوں نے اپنی حقیقۃ الوحی مطبوعہ ۱۵ مئی ۱۹۰۷ء کے آخر میں مشتہر کیا ہے۔ اس کی عبارت یہ ہے۔ "میں کامل یقین سے کہتا ہوں۔ کہ جب تک وہ خدمت جو اس عاجز کے حصہ میں مقرر ہے پوری نہ ہو اس دنیا سے اٹھایا نہ جاؤں گا۔ کیونکہ خدا تعالےٰ کے وعدے ٹل نہیں جاتے۔ اور اس کا ارادہ رک نہیں سکتا"

یہ عبارت لکھ کر مونگھیری معترض بہت زور شور سے اعتراض کرتا ہے۔ اور بڑی شدومد سے احمدیوں کو للکارتا ہو کہ "اے مرزائی احمدیو! کیا اس کا کچھ جواب دے سکتے ہو" حالانکہ اس عبارت میں اس نے کہیں عبارتوں کی خیانت سے کہیں بڑھ چڑھ کر بے ایمانی اور دغا بازی کی ہے اور ایسی سخت خطرناک

ٹھوکریں کھائی ہیں کہ الامان الحفیظ۔

پہلی ٹھوکر یہ کہ اس عبارت کو حضور اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف منسوب کیا۔ اور اسے آپ کی عبارت بتایا حالانکہ یہ عبارت حضور مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ہرگز ہرگز اور بالکل نہیں قطعاً ایک حرف بھی اس میں آپ کا نہیں یہ عبارت مرتد چراغ الدین جمونی کی ہے جس کو اس نے اپنے اعلان آسمانی نشان فی تائید مسیح الزمان میں لکھا ہے[1] الا لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔

دوسری ٹھوکر یہ کہ اس عبارت کو نہ صرف حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی معمولی عبارت سمجھا بلکہ اسے حضور کا الہامی اعلان بتایا ہے۔ حالانکہ خود عبارت ہی حضور کی نہیں۔ الہامی اعلان ہونا تو درکنار۔

تیسری ٹھوکر یہ کہ کج فہم معترض نے خود اس عبارت کا مفہوم بھی غلط سمجھا اور اسے اپنے موقع سے ہٹا کر دوسرے مطلب کے لئے قرار دے دیا۔ بریں عقل و دانش باید گریست۔ لاحول لاقوۃ الا باللہ

چوتھی ٹھوکر یہ کہ اس عبارت کو حضور اقدس کی عبارت سمجھ کر اس کا غلط مفہوم لیکر خوب جی کھول کر اعتراض کئے اور بہت سا کاغذ اپنے نامہ اعمال کی طرح سیاہ کر دیا۔ چوری اور سینہ زوری کا اچھا نمونہ پیش کیا

---

[1] یہ اعلان حقیقۃ الوحی کے صفحہ ۳۹۲ کے بعد نقل کر کے شامل کیا گیا ہے جبکہ صفحہ ۱۱۶ و ۱۱۷ کے بقیہ حاشیہ پر یہ عبارت ہے (احمدی)

یہ حماقت اور نابینائی اس پر یہ جرأت اور دلیری اور اعتراضات کی چپائی ۵
چہ دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دارد
یہ چار ٹکھو ہیں کہ مونگھیری معترض چار دل خانے چت ہو گیا ہے اور ندامت اور ضلالت کے

مونگھیری معترض کا نیا فریب

مونگھیری معترض نے "چشمہ ہدایت" میں ایک نیا فریب یہ کیا ہے کہ وفات مسیح کے ثابت ہونے سے عیسٰی پرستی کا ستون نہیں ٹوٹتا۔ گو معاملہ مدعی سست گواہ چست کا مصداق ہے۔ کیونکہ وفات مسیح ثابت ہو جانے پر عیسٰی پرستی کی جڑھ اکھڑ جاتی ہے۔ اور عیسائیوں کی کمر بلکہ دل ٹوٹ جاتے ہیں مگر ہمارے معاند مُلاں کہے چلے جاتے ہیں کہ کچھ نہیں ہُوا۔

مونگھیری معترض اس امر کے متعلق تین باتیں لکھتا ہے۔ جن کا خلاصہ یہ ہے
اوّل یہ کہ وفات مسیح حضور اقدس مسیح موعود نے ازالہ اوہام میں ثابت کی ہے۔ جو سنہ ۱۸۹۱ء میں مشتہر ہُوا ہے۔ اور حضور کا یہ قول کہ میں عیسٰی پرستی کے ستون کو توڑنے کے لئے کھڑا ہُوا ہوں۔ سنہ ۱۹۰۶ء کے آخر کا ہے جس سے ظاہر ہے۔ کہ اس سنہ تک وہ ستون ٹوٹا نہیں تھا۔ بلکہ توڑنے کے لئے مستعد ہوئے تھے۔

الجواب:- معترض نے کھڑا ہُوا ہوں کے لفظ سے یہ سمجھا کہ اس سنہ تک وہ ستون ٹوٹا نہیں بلکہ توڑنے کے لئے مستعد ہوئے تھے۔ حالانکہ حضور کی اصل تحریر میں یہ لفظ اس طرح سے نہیں ہے۔ بلکہ یُوں ہے

میرا کام جس کے لئے میں کھڑا ہوا ہوں الخ۔ یہ بہت [illegible]
ہوا ہوں بنا کر اور موسیٰ کی پیشگوئی [illegible] کی [illegible]
جب اعتراض کی بنیاد ہی غلط ہے تو اعتراض کیسا؟

دوسری بات جو معترض نے لکھی ہے یہ ہے کہ موت ثابت کرنے سے عیسائیوں کی تثلیث باطل نہیں ہو سکتی کیونکہ مرزا صاحب نے اگر موت ثابت کی تو قرآن شریف سے کی۔ پھر اس سے عیسائیوں پر کیا الزام ہوا عیسائی قرآن کو کب مانتے ہیں۔

الجواب:۔ اے ناصح کے مولویو! تم نے اسلام کی اور قرآن کی کچھ قدر نہ کی۔ یہی تو وجہ ہے کہ تمہیں خدا نے اپنے پاک مسیح کی جماعت میں جگہ نہ دی۔ تم نے قرآن کو ایک مُردہ یا بے جان سمجھ رکھا ہے۔ ہم بیشک تمام دنیا کو قرآن پاک ہی سے فتح کریں گے۔ یاد رکھو کہ قرآن پاک ایک حقیقت مآب خدائی کتاب ہے۔ قرآن ہی سے تمام دنیا زندگی حاصل کریگی تم یہ سمجھو کہ تم ملانوں کے لئے ہی کوئی خاص حصہ قرآن میں ہے لایمسّہ الا المطھرون کے ماتحت تم اب اس قابل نہیں رہے کہ قرآن پاک اپنا نورانی چہرہ تمہیں دکھائے۔ دیکھو قرآن مخالفوں کے مقابلہ میں خواہ وہ عیسائی ہوں خواہ موسائی خواہ آریہ خواہ کسی مذہب اور کسی فرقہ سے تعلق رکھتے ہوں سب کے لئے چشمہ رحمت ہے۔ اور ہر رنگ کے زبردست براہین اور دلائل اپنے اندر رکھتا ہے۔ تمام وہ فلسفے جو معقول صافیہ میں آسکتے ہیں۔ قرآن پاک ہی کے سرچشمہ سے نکلتی ہیں۔ بے شک قرآنی دلائل کے

ذریعہ ہم عیسائیوں کو ساکت کر سکتے اور کرتے رہتے ہیں نیز چونکہ عیسائی الزا
قرآن پاک ہی سے حضرت مسیح کی الوہیت ثابت کرنے کے لئے موت و رفع الی السما
وغیرہ وغیرہ فضائل پیش کر کے دجل سے مسلمانوں کو مرتد بنانے میں کامیاب
ہوئے۔ اور کوشش کر رہے ہیں کہ آئندہ بھی کامیاب ہوں۔ اس لئے خداتعالے
اپنے پاک مامور حضور مسیح موعود کے ذریعہ قرآن ہی سے عیسائیوں کی کمر توڑ
دی ہے۔ اب ہے کوئی عیسائی جو کسی احمدی کے سامنے لب کشائی کرے۔
پھر یہ بھی ظاہر ہے۔ اور آفتاب کی طرح روشن کہ صرف قرآن ہی سے
وفات مسیح ثابت نہیں کی گئی بلکہ احادیث سے۔ اقوال سلف سے
تواریخ سے۔ کتب طب سے اور خود انجیلوں سے اور عیسائیوں کی تحریرات
سے مبرہن کر دی ہے۔ اندھے معترض کو اگر اس کا علم نہیں تو افسوس
صد افسوس۔

تیسری بات جو مونگھیری معترض نے لکھی یہ ہے۔ موت کے ثبوت سے ان کی
تثلیث باطل نہیں ہو سکتی۔ آپ ان کی تثلیث کو نہیں سمجھتے۔ عیسائی جس
طرح خداتعالے کی ذات کو ازلی ابدی اعتقاد کرتے ہیں۔ اسی طرح
تثلیث کو بھی سمجھتے ہیں۔ حضرت مسیح کا وجود تو انیس سو برس سے ہوا اور
تثلیث کا وجود ان کے خیال میں ہمیشہ سے ہے۔ یہ نہیں کہ جس وقت سے
ان کے جسم کا وجود ہوا۔ اُسوقت سے تثلیث قائم ہوئی۔ اب اگر انہیں جسمانی
موت آ جائے۔ تو ان کی تثلیث اسی طرح قائم رہے گی جس طرح ۱۹۱۸ء
سے پہلے قائم تھی۔ کیونکہ اگر موت آئی تو ان کے جسم کو آئی روح کو نہیں آئی اور

الجواب :- ماشاء اللہ ولعنت اللہ - کیا خوب عیسائیوں کی تائید و
وکالت ہو رہی ہے - یا اللہ ان مولویوں کا آپ پر ایمان رہ گیا ہے - آہ!
یہ ذرا تو سوچتے کہ تثلیث کے گورکھ دھندے کو سلجھانے کے لئے تمام
عیسائی ایڑی سے چوٹی تک کا زور لگا چکے ہیں مگر حل نہیں کر سکے ہمارے
سامنے خود عیسائیوں نے اقرار کیا ہے - کہ یہ مسئلہ ہم یونہی تسلیم کرتے
ہیں - ابھی حال ہی میں دیوبند میں ایک پادری صاحب سے ملاقات ہوئی -
گفتگو میں انھوں نے صاف اقرار کیا کہ یہ مسئلہ ہم بغیر سمجھے مانتے ہیں - میں نے
کہا - جب تک کسی انسان کے دماغ میں عقل ہے تب تک تو ایسی بات
نہیں کہہ سکتا - لیکن اب افسوس اور بے حد افسوس ان ملاؤں کی حالت پر کہ
پادری صاحبان کے الفاظ سے ایسے مرعوب ہوئے ہیں کہ کسی صحیح اور واقعی
اسلامی جواب کو بھی پیش کرتے ہوئے عیسائیوں سے شرماتے ہیں - کیا
صرف پادریوں کے کہہ دینے سے تثلیث ثابت ہو سکتی ہے یا کسی بے درد -
بے حس ملاں کی تائید اور عیسائیوں سے ہاں میں ہاں ملانے سے ایسا
خلاف عقل مسئلہ کچھ وزن حاصل کر سکتا ہے - دیکھو وفات مسیح کے ثبوت
سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ ایک انسان تھے نہ کہ خدا - پھر اگر
عیسائی کہیں کہ ہم تو تثلیث کو ان سے بھی پہلے سے تسلیم کرتے ہیں تو کیا
یہ کوئی وقیع اور واقعی امر ہوگا - عیسائی کہتے ہیں کہ مسیح نہیں مرے زندہ
آسمان پر خدا کی گود میں بیٹھے ہیں - اور ایسی حالت اور امتیاز کے ساتھ
ہیں کہ یہ رتبہ کسی نبی کو نصیب نہیں ہے - تمہارے نبی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

اگر مسیح سے افضل تھے۔ تو کیوں نہ خدا نے انہیں بھی اپنے پاس زندہ بُلالیا جیسا کہ مسیح کو بُلایا۔ ملاؤں کا دل کانپ جاتا ہے کہ اب اس کا جواب کیا دیں ہم کہتے ہیں کہ زندہ نبی جس کی روحانی حکومت کا دور دورہ قیامت تک ہے اور جس کے فیوض تا روزِ آخر جاری ہیں۔ اور سب سے اونچے بلند مقام پر خدا کے پاس ہے۔ وہ ہمارا آقا اور مولا سید و سرورِ دو جہان کا سردار نبیوں کا روحانی باپ رب العالمین کا پیارا احمد مجتبےٰ احمد مصطفےٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ جناب مسیح ناصری آسمان پر ہرگز نہیں گئے نہ وہ خدا کے بیٹے تھے۔ بلکہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے زیادہ خدا کو پیارے بھی نہ تھے۔ وہ کسی طرح محمد رسول اللہ سے بڑھ کر نہیں ہو سکتے۔ بے شک وہ خدا کے پیارے رسُول بشر تھے۔ جس طرح تمام انبیاء و اولیاء وفات پاتے ہیں وہ بھی وفات پا گئے۔ اور زمین ہی میں سو گئے۔ پس ایک انسان کیونکر خدا ہو سکتا ہے۔

آہ صد آہ! عیسائیوں کی ہاں میں ہاں ملانے والے مُلّاؤں نے یہ بھی خیال نہ کیا کہ خداوند رب العزت نے قرآن شریف میں مسیح کے کھانے پینے کو بھی ان کی انسانیت بشریت کے ثبوت میں پیش کر کے بتایا کہ وہ انسان و بشر تھے۔ اور کیونکر ایک بشر خدا کہا جا سکتا ہے۔ فرمایا :-

ما المسیح ابن مریم الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل و امہ صدیقۃ کانا یاکلان الطعام انظر کیف نبین لھم الآیات ثم انظر انی یوفکون ۔ یعنے مسیح مریم کا بیٹا ایک رسُول ہے۔ اس سے پہلے تمام انبیاءٗ

گذر چکے۔ وفات پا چکے۔ اور مسیح کی والدہ صدیقہ نہیں۔ مسیح اور ان کی والدہ دونو کھانا کھایا کرتے تھے۔ پھر خداوندکریم فرماتا ہے۔ دیکھو ہم کس طرح صاف صاف نشانیاں بیان کرتے ہیں۔ پھر یہ دیکھو وہ یعنی مسیح کو خدا ماننے والے تثلیث پرست کس طرح چکراتے پھرتے ہیں۔

پس جب کھانا کھانا جو حاجات بشریہ میں سے ایک حاجت ہے۔ اسبات کی دلیل ہو سکتا ہے کہ مسیح خدا نہ تھے۔ بلکہ انسان تھے۔ کیا مسیح کی وفات اسبات کی دلیل اور زبردست دلیل نہیں ہو سکتی کہ وہ خدا نہ تھے۔ اے کم فہمو! تم خدا کے علوم کو کیوں بے قدری کی نگاہ سے دیکھتے ہو۔ کیوں براہین اور آیات کو پس پشت ڈالکر مشرکوں کی تائید کرتے ہو۔ کیا تمہیں خدا کا خوف محمد رسول اللہ سے شرم نہیں آتی۔ قیامت میں کیا مُنہ دکھاؤگے سوچو سوچو اور ہوشیار ہو جاؤ۔ ابھی وقت ہے۔ جاگو جاگو اور بیدار ہو جاؤ

وما علینا الا البلاغ

چوری اور سرزوری

مونگھیری معترض نے اس مشن کے پورا کرنے کے لئے ایک یہ بحث کی ہے کہ معاذ اللہ حضرت مسیح موعود علیہ و علیٰ مطاعہ محمد الصلوٰۃ والسلام کی تحریر اور دعویٰ سے حضور سید الاولین والآخرین سیدنا و مولانا خاتم النبیین محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی منقصت ہوتی ہے۔ حالانکہ حقیقت معاملہ یہ ہے کہ

ہمارے مخالف مسلمان کہلانے والوں نے جس جس طرح اپنے خودساختہ عقائد اور خانہ ساز اعمال اور حال وقال سے حضور حبیب اکرم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اہانتیں کی ہیں وہ بیان سے باہر ہیں۔ جبھی تو خدا نے انہیں بہت سے ناگفتہ بہ حالات و مصائب میں گرفتار کر رکھا ہے۔ تمام دنیا کی بدترین باتیں کریں۔ حضور کی ذات اقدس کے متعلق ایسے ایسے کمزور اور بودے خیالات رکھیں جو حضور اقدس کی شان ارفع سے بہت بعید ہیں۔ پھر اس پر جرأت یہ کہ چوری اور سرزوری کرتے ہوئے صرف اپنے کو ہی مسلمان اور پکا مسلمان سمجھیں۔

کرے مصطفٰے کی اہانتیں کھلے بندا سپہ یہ جرائیں
کہ میں کیا نہیں ہوں محمدی ارے ہاں نہیں ارے ہاں نہیں

اور جانے دیجئے۔ صرف حیات مسیح کا مسئلہ ہی کیا کم ہے کہ وہ عیسائیوں کی ہاں میں ہاں ملا کر سیدنا محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توہین کرتا ہے۔ غیرت نہیں کہ حضور سیدنا حبیب خدا محمد مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم کو مردہ کہیں۔ اور زمین میں دفن کریں۔ اور حضرت عیسیٰ کو زندہ اعتقاد کریں اور آسمان پر بٹھائیں اور عیسٰی پرستوں مشرکوں کی تائید کرکے مسلمانوں کو مرتد عیسائی بنانے کا راستہ کھول دیں۔ آہ ؎

مسیح ناصری را تا قیامت زندہ مے دانند
مگر مدفون یثرب را نداوند ایں فضیلت را
ہمہ عیسائیاں را از مقال خود مدد دادند

دلبریہا پدید آمد پرستاران نبیت را

بہرحال مونگھیری معترض اعتراض کرتے ہوئے لکھتا ہے :۔

"مرزا صاحب کا دعویٰ ہے کہ میں نے مجھے دانا وہ کافر جہنمی ہے ایسی

تشریح مرزا محمود نے اپنے رسالہ حقیقۃ النبوۃ میں کی ہے ۔ دراں تغییر

اس دعویٰ سے کمال منقصت حضور انور صلے اللہ علیہ وسلم کی اس

طرح ثابت ہوئی کہ اُمت محمدیہ کے کروڑوں افراد جو آپ کو مان کر آپ

کے طفیل سے جنت کے مستحق ہو چکے تھے ۔ تیرہ سو ۱۳۰۰ برس کے بعد ان کا

غلام یہ کہتا ہے کہ میری وجہ سے وہ سب جہنمی ہو گئے "

میں کہتا ہوں معترض کا یہ قول بڑی نادانی و سفاہت پر مبنی ہے ۔ معترض ایک سخت دھوکہ دہی اور فریب سے کام لیتا ہوا مضمون کو

بھیانک بناتا ہے اور نہایت ظالمانہ ادا سے لوگوں کو اس غلط فہمی میں ڈالنا

چاہتا ہے کہ گویا تیرہ سو برس کے سب مسلمان حضور مسیح موعود علیہ السلام کی وجہ سے

کافر ہو گئے ۔ حالانکہ اصل حقیقت یہ ہے کہ حضور کی بعثت سے قبل جو لوگ

اسلام پر قائم تھے وہ سب مسلمان تھے ۔ انہیں کیونکر کافر قرار دیا جا سکتا ہے

ہاں حضور کی بعثت کے بعد جن پر اتمام حجت ہوئی اور انہوں نے خدا کے

مامور کو قبول نہ کیا وہ ضرور مواخذہ کے نیچے ہیں اور یہ خود منکروں کا قصور ہے

نہ کہ خدا کے مامور و مُرسل کا ۔ پس وہی چند محروم لوگ مجرم ہیں جنہوں نے

حضور مسیح موعود علیہ السلام کا دعویٰ سُنا ۔ آپ کے زمانہ میں ہو گئے ۔ ان پر

اتمام حجت ہوئی اور پھر قبول نہ کیا ۔ پس معترض نے واقعہ اور حقیقت امر کی

اصلی تصویر پوشیدہ تھی کہ ایک ڈراؤنی اور بھیانک صورت دکھائی ہے۔ وہ
اسکی جہالت وحماقت آمیز متکبرانہ و معاندانہ چال ہے۔ ولبئس مثوی المتکبرین

معلوم نہیں معترض نے حقیقۃ النبوۃ خود پڑھی بھی ہے یا یونہی سنی سنائی
باتوں پر اعتبار کرکے حقیقۃ النبوۃ کا نام لیا ہے۔

پھر کوئی قوم جو پہلے دین و کتاب رکھتی ہے۔ بعد آنیوالے مامور و نبی کے
انکار و تکذیب سے قابل مواخذہ ٹھہرتی ہے۔ اور اس مامور و نبی کا یہ کہنا
کہ میرے زمانہ کے لوگ جو مجھے نہیں مانتے گو پہلے نبی کو مانتے بھی ہوں۔ خدا
کے نزدیک مسلمان نہیں اگر پہلے نبی کی منقصت ہو تو کیا حضرت عیسیٰ کے
منکرین جو حضرت موسیٰ پر ایمان رکھتے تھے۔ حضرت عیسیٰ کے انکار و تکذیب نے
انہیں کافر بنادیا۔ پس کیا حضرت عیسیٰ حضرت موسیٰ کے منقصت کرنیوالے
ہوئے یا یہ کہ حضور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی یہودی
و نصرانی میری دعوت کو سنے۔ اور ایمان نہ لائے تو جہنمی ہوگا۔ پس کثیر التعداد
دنیا کے رہنے والے جو حضرت عیسیٰ و موسیٰ کو تسلیم کرتے تھے اور حضور
محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو نہ مانتے تھے۔ حضور نے ان سب کو جہنمی
قرار دیا تو کیا حضور نے حضرت عیسیٰ و حضرت موسیٰ علیہما السلام کی منقصت
کی۔ غرضکہ معترض کی نہایت احمقانہ فہم ہے۔ جو سیدھی بات کو بھی خواہ مخواہ
کج بنا دیتی ہے۔

پھر میں کہتا ہوں کہ ایک مسلمان جو درحقیقت سچا پکا مسلمان ہو اسکو اگر
کوئی کافر کہدے تو حدیث

من قال لاخیه کافر فقد باء به احدھما

یکہ ایک مسلمان کو کافر کہنے والا خود کافر ہوجاتا ہے۔ اس لئے اگر ایک
سچے مسلمان کو دو چار کروڑ مسلمان کافر کہدیں پس چونکہ درحقیقت وہ کافر نہیں
اسلئے کافر کہنے والے خواہ وہ کروڑہا کیوں نہوں حدیث کے موافق کافر ہو
جائینگے۔ اور صرف ایک ہی مسلمان کے مسلمان نہ ماننے اور کافر کہدینے
سے کروڑوں مسلمان کافر ہو جائینگے۔ لیکن درحقیقت یہ خود ان کا اپنے پاؤں
پر کلہاڑی مارنا ہے۔ اسی انداز پر تم دیکھ لو کہ مولوی مشہور ہونیوالوں اور مسلمان
کہلانے والوں نے اس پاک مسلمان اور مومن ذی شان خدا کے پیارے
بندے حضرت احمد قادیانی کو کافر کہا۔ اور تکفیر کے رسالے لکھ لکھ کر خود اپنے
ہاتھوں اپنے آپ کو ذبح کیا ہے اسمیں قصور خود انہیں کا ہے نہ کہ حضور سیدنا
احمد قادیانی علیہ السلام کا۔

پھر یہ کہ خود ہمارے مخالف بھی تسلیم کرتے ہیں کہ آنیوالا مسیح نبی ہے اور
یہ بھی بلا اختلاف مسلم ہے کہ نبی کا منکر کافر ہوتا ہے۔ پس ہم اپنے
مخالفین سے دریافت کرتے ہیں کہ کیا وہ آنیوالے مسیح کو نبی نہیں مانتے اور کیا
انکے منکر کو کافر نہیں جانتے۔ پھر جبکہ حضرت احمد قادیانی وہی آنیوالے مسیح
ہیں تو معترض صاحبان خود ہی بتائیں کہ انکے منکر کون ہوئے۔ درحقیقت یہ بحث
ہی غیر ضروری ہے بلکہ ہمارے مخالف کا حق ہے کہ وہ یہ بحث و تحقیق کریں کہ کیا حضرت
احمد قادیانی وہی آنیوالے مسیح تھے یا نہیں۔ جبکہ یہ ثابت ہو گیا کہ آنیوالے مسیح
حضرت احمد قادیانی تھے۔ تو یہ اعتراض ہی نہیں رہتا۔ آخر ذرا تو سوچیں کہ

خود آئیں اسلئے رحم کرے ان منکروں کو جو ان کے زمانہ میں ہونگے اور انہیں نہ مانینگے کیا اچھا ہو . . . ذرا اپنے پیچ سے بیباک ہوکر فرمادیں۔ دنیا والوں سے نہ ڈریں اور پھر خیال فرماویں کہ آنیوالا مسیح آیا وہ خدا کا مامور اور پیارا تھا محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا محبوب تھا۔ تمام انبیاء اور اولیاء کا قابل تعظیم و واجب الاحترام تھا۔ اور قرآن کے ماننے والوں اور محمدی کہلانیوالوں کے لئے واجب التسلیم تھا۔ ہم نے اُسے خدا کی توفیق سے قبول کیا اور خدا کو راضی کیا۔ حضور محمد رسول اللہ علیہ وسلم نیز تمام انبیاء و اولیاء و اسلاف و بزرگان دین کی ارواح پاک کو خوشنود بنایا۔ اس پاک ہستی کے منکر یہودیوں کی طرح خدا کی رحمت سے دور ہوئے۔ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی نظر سے گر گئے۔ تمام انبیاء و اولیاء و اسلاف و بزرگان دین کی ارواح طیبہ کو انہوں نے تکلیف دی۔ وہ بڑی ہتک اور سخت توہین کے جرم کے مرتکب ہوئے نہ کہ ہم۔ ہمیں تو اس پاک مامور کے قبول کرنے سے وہ سرور و یقین پیدا ہوا ہے۔ جسکی نظیر ہم دنیا میں آج کسی قوم کے دل میں نہیں پاتے اور بلند آواز سے دنیا کو سناتے ہیں ؎

ما مسلمانیم از فضل خدا — مصطفیٰ ما را امام و پیشوا

اندریں دیں آمدہ از مادریم — ہم بریں از دارِ دُنیا بگذریم

آں کتاب حق کہ قرآں نام اوست — بادۂ عرفان ما از جام اوست

آں رسولے کش محمد ہست نام — دامن پاکش بدست ما مدام

مہر او با شیر شد اندر بدن — جاں شد و با جاں بدر خواہد شدن

ہست او خیر الرسل خیر الانام — ہر نبوت را برو شد اختتام

کُل برکۃٍ مِن محمد صلی اللہ علیہ وسلم

مونگھیری معترض ایک یہ اعتراض بھی کرتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام تتمہ "حقیقۃ الوحی" میں خدا کی قسم کھا کر دعویٰ کرتے ہیں کہ:۔

"اس نے میری تصدیق کے لئے بڑے بڑے نشان ظاہر کئے جو تین لاکھ تک پہنچتے ہیں"

پھر معترض لکھتا ہے:۔

"اسمیں در پردہ وہ یہ کہتے ہیں کہ میری عظمت و شان جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سو حصہ زیادہ ہے۔ کیونکہ تحفہ گولڑویہ صفحہ ۴۰ میں لکھتے ہیں کہ تین ہزار معجزے ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے ظہور میں آئے"

میں کہتا ہوں اس بیان سے یہ نتیجہ نکالنا کہ حضور مسیح موعود علیہ السلام حضرت سیدنا محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں اپنی شان در پردہ بڑی بتاتے ہیں۔ ایک تحکم بلکہ حماقت آمیز زبردستی ہے اسلئے کہ خادم کے جو کام ہوتے ہیں وہ آقا کی عظمت ہی کے لئے ہوتے ہیں چنانچہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے جو نشانات ہیں وہ سیدنا حضور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق اور آپ کی عظمت کے اظہار کیلئے ہیں جن سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ حضور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ خادم اور آپ کی صداقت کا وہ دکھیل بھی صادق اور انہیں کی برکت سے

ذی شان اور سچا ہے۔ جنکے ہاتھ پر اپنے آقا کی صداقت کے لئے ستعد نشان ظاہر ہوئے۔ حضور مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

لیک آئینہ ام زرب غنی — از پئے نور آں مہ مدنی

اور فرمایا

وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نور سارا — نام اُس کا ہے محمدؐ دلبر مرا یہی ہے

سب پاک ہیں پیمبر اک دوسرے سے بہتر — لیک از خدائے برتر خیر الوریٰ یہی ہے

سب ہم نے اس سے پایا شاہد ہے تو خدایا — وہ جس نے حق دکھایا وہ مہ لقا یہی ہے

اس نور پر فدا ہوں اس کا ہی میں ہوا ہوں

وہ ہے میں چیز کیا ہوں بس فیصلہ یہی ہے

پھر یہ بھی کتب عقائد میں مسلم ہے کہ تمام غلامان محمدی کی کرامتیں دراصل سیدنا محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے معجزات ہیں اسی کے ماتحت حضور مسیح موعود کی تمام کرامات و معجزات حضور سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات ہیں جو حضور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی شان والا کا اظہار کرتے ہیں۔

نیز یہ بات ہر شخص جانتا ہے کہ سیدنا محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے خلفاؑ کے ہاتھ پر جتنی فتوحات ہوئیں اور جسقدر لوگ داخل اسلام ہوئے۔ زمانہ نبوی میں یہ نہوا تھا تو کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ حضرت ابوبکر و عمر و عثمان و علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم حضور سے اولوالعزمی و دانائی میں کچھ بڑھے ہوئے تھے ہرگز نہیں۔ اس کی وجہ یہی ہے کہ خلفاء نے جو کچھ کیا وہ بھی دراصل

نبوی سرچشمہ کی طاقتوں سے تھا۔ پس اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نشانات اور آپ کے کارنامے جو کچھ ظہور پذیر ہوئے یا ہوتے ہیں اور ہونگے۔ وہ سب کے سب حضور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہی کے فیضان اور آپ ہی کی روحانی طاقت کے نتائج ہیں۔ جن سے حضور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت و عظمت و جلال کا اظہار ہوتا ہے اور انکے غلام حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت و قوت کا بھی ثبوت ملتا ہے۔

نیز عنوان میں جو الفاظ ہم نے لکھے ہیں وہ حضور مسیح موعود علیہ السلام کا الہام ہے جو خدا نے آپ پر القا کیا جس کا مقصد نہایت واضح طور پر یہی ہے کہ ہر ایک برکت حضور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہی سے ہے۔ اور حضور مسیح موعود علیہ السلام کے تمام کمالات و معجزات و انوار و آثار حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم ہی کے فیضان سے ہیں۔ حضور فرماتے ہیں ؎

غلام احمدؐم ہر جا کہ باشم

پس حضرت نبی الانبیاء محمد مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس سے حضور مسیح موعود علیہ السلام کی ذات کا مقابلہ کرنا جاہلانہ اور مفتریانہ بے ایمانی ہے یقین جانو کہ خدا نے حضور مسیح موعود علیہ السلام کو اسی لئے مبعوث فرمایا ہے تا حضور محمد رسول اللہ علیہ وسلم کی شان ارفع و اعلیٰ دنیا پر ظاہر ہو اور دنیا سمجھ لے کہ حضور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے فیض و برکت سے بڑے بڑے مراتب حاصل ہو سکتے ہیں کیونکہ خدا کا پیارا محمد رسول اللہ اور اس کا فیضان قیامت تک زندہ ہے وہی ہے جسکی شان سب سے برتر ہے وہی ہے جسکی غلامی نبوت کا

عظیم الشان انعام بھی بارگاہ الٰہی سے دلا سکتی ہے اور اس کا غلام دُنیا کا رُوحانی سردار اور عالم کا مسیح ٹھہرتا ہے۔

برتر گمان و وہم سے احمدؐ کی شان ہے
جس کا غلام دیکھو مسیح زمان ہے

لولاک لما خلقت الافلاک

یہ حضور مسیح موعود علیہ السلام کا ایک الہام ہے جسکی مُراد بیان کرتے ہوئے حضور نے اس الہام کے ساتھ ہی تحریر فرما دیا ہے کہ:۔

"ہر ایک عظیم الشان مصلح کے وقت میں روحانی طور پر نیا آسمان اور نئی زمین بنائی جاتی ہے یعنے ملائک کو اس کے مقاصد کی خدمتمیں لگایا جاتا ہے اور زمین پر مستعد طبیعتیں پیدا کی جاتی ہیں پس اسی کی طرف یہ اشارہ ہے" (حقیقۃ الوحی ص۹۹)

مگر اندھا معترض یہ کچھ نہیں پڑھتا۔ اور بغض و حسد سے اعتراض کے گڑھے میں اندھا دھند جا پڑتا ہے۔ معترض لکھتا ہے:۔

"حقیقۃ الوحی میں دعویٰ کرتے ہیں کہ مجھے الہام خداوندی ہُوا۔ لولاک لما خلقت الافلاک۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ مرزا کو مخاطب کر کے فرماتا ہے کہ اگر میں تجھے نہ پیدا کرتا تو آسمان و زمین اور جو کچھ اسمیں ہے کچھ پیدا نہ کرتا۔ اس کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ دنیا میں جسقدر

انبیاء کرام اور اولیاء عظام آئے۔ اور انہیں مراتب عالیہ عنایت ہوئے۔ یہ سب مرزا صاحب کے طفیل سے ہوا۔"

ہم تمام اہل عقل و انصاف کی خدمت میں اپیل کرتے ہیں کہ وہ ذرا غور کرکے اللہ منٹگمری معترض کی جرأت و دلیری ملاحظہ فرمائیں کہ خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام جن کو الہام ہوا وہ تو لولاک لما خلقت الافلاک کا مطلب بیان فرمائیں کہ ایک نیا آسمان اور نئی زمین روحانی طور پر بنائی جاتی ہے یعنی ملائک کو اس کے مقاصد کی خدمت میں لگایا جاتا ہے اور زمین پر مستعد طبعیتیں پیدا کی جاتی ہیں۔ ظاہری زمین و آسمان کا پیدا کرنا یہاں مراد نہیں۔ مگر معترض کی دلیری پر تعجب کہ اپنی طرف سے ایک مطلب بنا کر پھر اس پر اعتراض کرتا ہے۔ توجیہ القول بما لا یرضی بہ القائل اسی کا نام ہے۔ ہمیں رہ رہ کر افسوس آتا ہے کہ کیوں ان مولویوں کے اخلاق ایسے بگڑ گئے ہیں۔ اور کیوں وہ یہودیوں کی طرح تحریف اور اخفاء حق کرنے پر تُلے ہوئے ہیں۔ اگر وہ حضور مسیح موعود کی تحریر پوری پوری مع سیاق و سباق پڑھ لیا کریں تو ایسی بے ہودگی نہ کریں۔ مگر پھر ہم کہتے ہیں کہ وہ شاید بھول کر ایسا نہیں کرتے۔ بلکہ عمداً ایسی جرأت کرتے ہیں۔ اے مولویوں کے پیچھے چلنے والو دوستو! للہ للہ للہ ذرا غور کرو اور دیکھو کہ تمہارے مولوی کیسی کیسی حرکات کر رہے ہیں۔

عبرت!! عبرت!! عبرت!!

خسوف وکسوف کی بحث

مونگھیری معترض نے چشمہ ہدایت میں اس خسوف وکسوف کے متعلق بھی کچھ لکھا ہے جو امام مہدی کے لیے نشان ہے۔ چنانچہ وہ حضرت سیدنا مسیح موعود کی عبارت نقل کرتا ہوا لکھتا ہے:۔

"ضمیمہ انجام آتھم میں فرماتے ہیں۔ اگر یہ ظالم مولوی اس قسم کا خسوف وکسوف کسی اور مدعی کے وقت میں پیش کر سکتے ہیں۔ تو پیش کریں اس سے بیشک میں جھوٹا ہو جاؤں گا۔"

اسکے بعد مونگھیری معترض لکھتا ہے کہ:۔

"دوسری صدی کے شروع یعنی سنہ [illegible]ھ میں ظریف مدعی مغرب میں ہوا۔ اور سنہ ۱۲۷ھ میں اسکا بیٹا صالح مدعی ہوا۔"

مگر افسوس اور حیف ہے کہ معترض صرف اتنا لکھ دیتا ہے کہ فلاں مدعی ہوا۔ یہ بھی نہیں لکھتا کہ کس امر کا مدعی ہوا۔ یونہی مبہم اور مجمل بات بنا کر چل دیتا ہے پس جب تک ہمارے مخالف منکرین بتا دیں کہ فلاں مدعی مہدویت کے وقت میں اسی طرح کسوف وخسوف کا اجتماع ہوا۔ جیسطرح حضرت مہدی موعود میرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام کے زمانہ میں ہوا۔ تب تک تمام حیلے فضول ہیں۔ چونکہ معترض نے کوئی ایسی مثال پیش نہیں کی جس کا مطالبہ تھا۔ لہذا اس کی تمام گپ ناقابل سماع ہے اور اس کو لازم ہے کہ اگر ہمت ہے اور ایمان وخشیت الٰہی سے کچھ حصہ ملا ہے تو جو ہمارا مطالبہ ہے اسکا جواب پیش کرے ورنہ خاموش رہے

کہ ایں شور و فغان چیست زنیت

اسکے بعد مونگھیری معترض بہت کچھ بے سروپا باتیں بناتا ہے اور احمد بیگ والی پیشگوئی پر کچھ خامہ فرسائی کرتا ہے۔ اسپر ہمیں یہ آیت یاد آتی ہے۔ وان یروا کل اٰیۃ لا یؤمنوا بھا کہ ہمیشہ متمرد منکرین یہی کرتے رہے ہیں کہ خواہ ہزار دلائل و براہین انہیں سنائے جائیں لاکھ نشان دکھائے جائیں وہ ہرگز ہرگز صراط مستقیم کی طرف قدم نہیں بڑھاتے۔ بلکہ روز بروز زیادہ گمراہی کی طرف جھکتے چلے جاتے ہیں۔ یہی حال ہمارے مخالف اور حضرت سیدنا مسیح موعود علیہ وعلیٰ مطاعہ السلام کے مکذبین کا ہے احمد بیگ والی پیشگوئی پر خود حضرت اقدس علیہ السلام نے کیا کچھ کم لکھا ہے۔ پھر علماء سلسلہ کی مستقل تحریرات و جوابات اس کے متعلق شائع ہو چکے ہیں وہ کافی سے زائد ہیں۔ مگر انہیں معترض ہمیشہ وہی لغو باتیں بنائے چلے جاتے ہیں۔ چونکہ اس بحث میں معترض نے نہایت ہی لغویت سے کام لیا ہے۔ طول فضول کرکے ایک قسم کی باتوں کو بار بار دہرایا ہے۔ اسلئے کیا ضروری ہے کہ ملانہ طرز بحث میں پڑکر ہم اس میں مشغول ہوں بڑے شرم اور غیرت کی بات ہے کہ باوجود متعدد جوابوں کے مونگھیری معاند ہمیشہ اپنے رسالوں کتابوں میں یہی بکواس کئے جاتے ہیں وجہ یہ کہ جوابات ان کے خیال خام اور عقل نا فرجام میں گھسی ہوئی ہے۔ انکے دماغ میں تدقیق اور مادہ انصاف نہونے کے باعث کیڑے کی طرح ان کے دماغ کو چاٹ رہی ہے اور انہیں مجبور کرتی ہے کہ بار وہی اُگلیں۔

اسی طرح ثناء اللہ کے متعلق جو آخری اشتہار حضور مسیح موعود علیہ السلام کا ہے معاندین اُسے سینکڑوں بار پیش کر چکے اور ہر طرح جواب پا چکے مگر تعصب ہے کہ انہیں اندھا کئے ہوئے ہے۔ اور وہ بار بار وہی آلاپ دیتے ہیں جو بالکل روندا جا چکا ہے۔ اور جس کے متعلقہ اعتراضات کے پُرزے پُرزے اُڑائے جا چکے ہیں اور ہر ایک پہلو سے ہر ایک شبہ اور وسوسہ جو مخالفین کی طرف سے پیش ہُوا پامال بلکہ پاش پاش کیا جا چکا ہے۔ چنانچہ ہمارے مکرم حکیم خلیل احمد صاحب مونگھیری نے ثنائی چکر اور جناب میر قاسم علی صاحب ایڈیٹر فاروق نے متعدد رسالے اس مضمون پر شائع کئے ہیں۔ حال ہی میں ایک رسالہ مرقع ثنائی کے نام سے شائع کیا ہے۔ جس میں اس مضمون کا عمدہ فیصلہ ہے۔ اس مضمون کے متعلق میں بے ضرورت بحثوں میں پڑنا نہیں چاہتا۔ صرف ایک واقعہ اور شہادت جو میری عینی شہادت ہے۔ پیش کرتا ہوں۔ جو انشاء اللہ عنقریب آتی ہے جس سے معلوم ہو گا کہ مونگھیری ملانوں کا ایمان اور دیانت کیا پایہ رکھتی ہے۔ میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ وہ میرے سامنے ملزم ہو چکے ہیں اور میں ایک سے لیکر لاکھ آدمیوں تک بلکہ ساری دنیا کے سامنے بلکہ خدا تعالیٰ کے حضور انکے جھوٹ اور فریب کی گواہی دینے کو تیار ہوں۔ میں اپنی آنکھوں کو اپنے کانوں کو اپنے دل اور اپنے صدق کے جذبہ کو جھٹلا نہیں سکتا۔ یہ مضمون "مفتی مونگھیری کی ایمانداری" کے عنوان کے ماتحت آپ ملاحظہ فرمائینگے اور یہ مضمون مدت ہوئی مشتہر کیا جا چکا ہے اور اب مونگھیری معاندین پر بار ثانی حجت ملزمہ قائم ہوتی ہے۔ مونگھیری معاند آج تک مبہوت ہیں ہم کو جو دلا جواب ہیں۔ پس وہ خوب یاد رکھیں کہ اسی طرح صداقت کا چراغ روشن رہیگا۔ شریروں کا دیا بجھایا جائے گا۔

وفاتِ مسیحؑ کی بحث سے کیوں جان نکلتی ہے

مونگھیری معترض حضرت مسیح ناصری کی حیات و وفات کی بحث سے جان بچانے کے لئے عذر بے جا تلاش کرتا ہے اور بلا ضرورت یہ ثابت کرنا چاہتا ہے کہ حیات و وفاتِ مسیح کی بحث غیر ضروری ہے نہ معلوم کیوں وفاتِ مسیح کے نام سے جان نکلتی ہے۔ لیکن ہمیں سخت افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ مونگھیری معترض نے بجز اِدھر اُدھر کی گپ کے کوئی وزنی بات نہیں بیان کی جس پر توجہ کرنا کچھ مفید ہوتا۔ ہم سچ کہتے ہیں۔ واقعہ یہی ہے اور مونگھیری کی کتاب نہایت ہی فضول اور لچر ہونے کے علاوہ کوئی نئی بات اپنے اندر نہیں رکھتی۔ وفاتِ مسیح کا ایک ایسا مسئلہ ہے۔ جو عیسائیوں کی تمام قوت تبلیغی کو پراگندہ کر دیتا ہے۔ مُلّاں لوگ اگر اس سے چڑتے ہیں تو پڑیں ہمیں فقط مُلّاں لوگوں کو ہی ہدایت دینا اور راہِ راست کی طرف بلانا تو مقصود نہیں۔ بلکہ ساری دنیا اور تمام مذاہب سے مقابلہ اور ہر انسان کو تبلیغ کرنا ہے۔ پھر مُلّانوں کے کسی امر کو غیر ضروری کہہ دینے سے کیا ہوتا ہے۔

پھر افسوس یہ ہے کہ وفاتِ مسیح کے غیر ضروری ہونے کے لئے مونگھیری معترض دلیل بھی سوا اس کے کچھ نہیں دیتا کہ حضرت مسیح موعود صادق نہ تھے۔ مسیح کی علامتیں آپ کے زمانہ میں پوری نہیں ہوئیں چنانچہ وہ لکھتا

"بھائیو کچھ تو غور کرو کہ جب مرزا صاحب کے اقوال نے فیصلہ کر دیا کہ جو علامتیں مسیح موعود کی حدیثوں میں آئی ہیں اور متفق علیہ ہیں وہ انہیں نہیں پائی گئیں۔ اسلئے وہ مسیح موعود نہیں ہو سکتے۔ پھر اب مسیح علیہ السلام کی حیات و ممات پر بحث کرنے کی کیا ضرورت ہے۔" (چشمہ ہدایت ص۵)

علامات مسیح موعود کے متعلق ہم کافی بحث کر چکے ہیں اور بتا چکے ہیں کہ جس رنگ میں ان کا پورا ہونا مقدر تھا وہ ہُوا اور ہو رہا ہے۔ مگر عجیب بات ہے۔ کہ اس سے وفات مسیح کی بحث کی عدم ضرورت مونگھیری صاحب کی عقل ہی میں آتی ہے۔ قطع نظر اور تمام باتوں کے وفات مسیح کی ضرورت کے لئے یہی کیا کم ہے کہ وفات مسیح ثابت ہو جانے پر عیسائیت اور شرک پر موت پڑ جاتی ہے۔ اور مسلمانوں کے ایک غلط عقیدہ کی اصلاح ہو جاتی ہے۔ جس کی ضرورت کا انکار بجز ایک بے درد اعمیٰ کے کون کر سکتا ہے۔

مفتی مونگھیری کی ایمانداری

اب ہم ایک ایسے امر کے متعلق کچھ کہنا چاہتے ہیں۔ جسکے متعلق ہمیں ذاتی طور پر واقفیت ہے۔ اور جس نے قبل ازیں ہمیں غیر احمدی مولوی بالخصوص مونگھیری مولوی صاحبان سے متنفر کر دیا تھا اور جسے اب بھی ہم ان کے اس رسالہ میں پڑھ کر بیساختہ ہی کہہ اُٹھے ہیں۔

مکرٗ علے امکر خیال قلوبہم
کذبٗ علے کذب بیان لسانہم

واقعہ یہ ہے کہ مولوی محمد علی صاحب مونگیری نے ۱۹۱۶ء میں ایک رسالہ ہدیہ عثمانیہ شائع کیا تھا۔ جسمیں علاوہ دیگر باتوں کے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی اس تحریر کو پیش کرکے جو حضور نے مولوی ثناء اللہ کو فری الہام میں لکھی مولوی محمد علی نے عوام الناس کو دھوکہ دینا چاہا تھا۔ اور اب سرچشمہ ہدایت میں بھی ایسا ہی کیا گیا ہے۔ حالانکہ اس تحریر کے متعلق ہماری طرف سے بارہا لکھا جاچکا ہے۔ لیکن ازلی محرموں کو ذرا توجہ پیدا نہیں ہوتی اور وہ اسی لکیر کے فقیر بنے ہوئے ہیں اور آواز حق سے فائدہ اُٹھانا نہیں چاہتے۔ کیونکہ ؎

تہی دستان قسمت را چہ سود از رہبر کامل
کہ خضر از آب حیواں تشنہ می آرد سکندر را

وہ عبرت انگیز واقعہ جس نے مونگھیری مولویوں کی حقیقت میرے لئے وانشگاف کردی تھی یہ ہے کہ ۱۹۱۷ء میں جب میں اور مولوی نثار احمد صاحب کانپوری و حامد بدایونی جمال پور مونگھیر کی انجمن ہدایت الاسلام کے سالانہ جلسہ پر گئے تو مولوی محمد علی صاحب کی خانقاہ میں بھی پہونچے وہاں اسوقت مولوی محمد علی صاحب موجود نہ تھے وہ اپنے مُریدوں کو بچانے کے لئے بھاگلپور گئے ہوئے تھے۔ کیونکہ احمد اشرف کچھوچھوی نے انکے مُریدوں میں اپنا سکہ جمانا چاہا تھا۔ اس لئے مولوی محمد علی صاحب

کو بڑی فکر پیدا ہوئی کہ کہیں میرے مرید ہاتھ سے نہ جاتے رہیں بہرحال اس وقت ہیں بجائے مولوی محمد علی صاحب کے مفتی عبداللطیف رحمانی ملے۔ اور انہوں نے سلسلہ احمدیہ کے متعلق باتیں شروع کردیں اور مجھے ایک قلمی کتاب بھی دکھائی۔ جو انہوں نے حیات مسیح کے متعلق لکھی تھی۔ نیز دو ایک مقامات بھی اس کتاب میں سے پڑھ کر سنائے۔ اسی اثنائے گفتگو میں ایک شخص نے کہا کہ مرزا صاحب کے کذب کی یہی دلیل کافی ہے کہ انہوں نے ثناء اللہ کو لکھا تھا کہ جھوٹا سچے کی زندگی میں مرجائے گا :۔

اسپر مفتی عبداللطیف نے کہا کہ یہ اعتراض قادیانیوں پر صحیح نہیں کیونکہ ثناء اللہ نے مرزا صاحب کی اس تحریر کو منظور نہیں کیا تھا نیز کہا مولانا یہ اعتراض تو آپ کے یہاں سے بڑی شان کے ساتھ شائع ہوچکا ہے۔ مفتی صاحب نے کہا کہ کس کتاب میں لکھا گیا ہے۔ میں نے کہا کہ قادیانیوں کی طرف سے ایک کتاب (صحیفہ آصفیہ) حضور نظام دکن کو تبلیغ کے لئے لکھی گئی تھی۔ جسکے جواب میں آپ کے یہاں سے ہدیہ عثمانیہ شائع کیا گیا ہے۔ اسمیں بڑے جلی قلم سے اس مضمون کو لکھا گیا ہے اسپر مفتی عبداللطیف صاحب کی وہ شکل و صورت جو اسوقت تھی۔ اور ان کا سر ہلانا اب تک میری نظروں میں پھر رہا ہے۔ اور ان کا جواب خوب اچھی طرح کامل یقین اور وثوق کے ساتھ مجھے یاد ہے جو یہ تھا کہ :۔

"یونہی لکھ دیا ہوگا"

میں اتنا سنکر خوش ہوگیا۔ مگر واللہ دل ہی دل میں انکی صورت دیکھنے کی

بھی بیزار ہو گیا کہ اس قدر زور و شور سے ایک ایسے زبردست عالم کے خلاف لکھا جاتا ہے۔ اور وہ یونہی لکھ دیا جاتا ہے ان علماء کو دور سے ہی سلام کرنا بہتر ہے جو ایسے افعال کے مرتکب ہو رہے ہیں جن کا ارتکاب منکرین انبیاء نے کیا۔ یقولون بافواھھم مالیس فی قلوبھم۔ یعنی منہ سے ایسی باتیں کہتے ہیں جو ان کے دلوں میں نہیں جنہیں وہ خود جھوٹ سمجھتے ہیں مگر معلوم کس حرص و ہوس میں جھوٹ شائع کئے جاتے ہیں اور خدا سے ذرا خوف نہیں کرتے۔

یک شد دو شد یہ تو جو کچھ ہوا۔ ہوا۔ مفتی عبداللطیف نے اسی بات کو جو وہ اپنے منہ سے یونہی لکھ دیا ہوگا اور صحیح نہیں سمجھ چکے ہیں۔ اب خود اپنے رسالہ میں پیش کیا ہے چنانچہ رسالہ چشمہ ہدایت کے صفحہ ۵۶ میں لکھتے ہیں:۔

"اب تعجب اور نہایت تعجب اس پر ہے کہ اس علانیہ خدائی فیصلہ سے یہ کہکر منہ پھیرا جاتا ہے کہ مرزا صاحب نے مباہلہ چاہا۔ مگر مولوی ثناء اللہ صاحب نے منظور نہیں کیا۔ اسلئے کچھ نہیں ہوا۔ مگر یہ سخت زبردستی اور دلہ فریبی ہے۔"

تعجب اور سخت تعجب تو یہ ہے کہ جس مفتی عبداللطیف نے میرے سامنے اسی مذکورہ بالا نامنظوری کو بیان کر کے اعتراض کو ساقط الاعتبار کہا۔ اب وہ خود اپنے قلم سے وہی اعتراض تحریر کرتا ہے یہ کیا تلون ہے کیا اضطراب ہے کیسی گھبراہٹ ہے جس طرح جی میں آتا ہے

باتیں بنادیتے ہیں مگر درحقیقت کوئی بات ٹھکانے کی نہیں بن آتی۔ آہ!

یہ غریب مُلا کس الجھن میں پڑے ہیں ؎

عجب کچھ پھیر میں ہے سینے والا جیب و دامان کا

جو یہ ٹانکا تو وہ اُدھڑا جو یہ اُدھڑا تو وہ ٹانکا

مفتی عبداللطیف خدا کے لئے حضور محمد مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے آپ سچ سچ کہیں کیا میں نے جو کچھ بیان کیا یہ واقعہ نہیں ہے۔ کیا آپ نے مجھے ایسا نہیں کہا تھا۔ میں آپکو خدا کی قسم دیتا ہوں کہ آپ سچ سچ کہدیں۔ آپ کو آپ کے اسلام اور ایمان کا واسطہ۔ آپکی غیرت اور آپکی ہر اس چیز کا جو آپ کو عزیز ہے واسطہ۔ آپ کو اپنے پیر فضل الرحمن صاحب کا واسطہ۔ آپ سچ سچ کہدیں۔ میں تو صاف صاف موکد بہ قسم کہتا ہوں کہ واللہ باللہ تاللہ میرے کانوں نے آپ سے یہ بات سُنی اور آپ نے اپنے مُنہ سے کہی۔ آپ خدا کو حاضر ناظر یقین کر کے سچ سچ کہدیں یا آئندہ ایسے ناپاک جھوٹ کی اشاعت سے توبہ کریں۔ کچھ تو خوف خدا کیجئے۔ خدا نے جھوٹوں پر لعنت کی ہے۔ لعنۃ اللہ علے الکاذبین۔ اس کا قہری فرمان ہے اپنی جان پر رحم کیجئے۔

مکرر یہ کہ شاید آپ اس واقعہ سے جو میں نے ذکر کیا۔ انکار کردیں۔ کیونکہ جب ایک ایسا ناپاک جھوٹ بار بار آپ شائع کر رہے ہیں۔ جسے خود جھوٹ سمجھتے ہیں تو میں آپ پر کیونکر اعتبار کروں اور کس طرح آپ سے یقین رکھوں کہ اب کے آپ سچ ہی بولینگے۔ اسلئے اگر آپ اس واقعہ کا انکار کریں تو آپ کا فرض

ہے کہ حلفاً یہ بیان شائع کردیں کہ اگر میں جھوٹا ہوں تو اے خدا مجھ پر اپنی لعنت برسا۔ اور اپنے قہر کی بجلیاں گرا۔ اور اپنے غضب کی آگ میں داخل کر اور ملعونوں کی موت مار۔ اگر آپ کے اندر کچھ غیرت اور سچائی ہے تو اس سے پہلو تہی نہ کرینگے۔ اور میں صاف صاف کہتا ہوں۔

الا لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔ الا لعنۃ اللہ علی الظالمین۔ الا لعنۃ اللہ علی المفترین۔ الا لعنۃ اللہ علی المجترئین۔

ہمدردی انسانی کے تقاضے سے میں پھر بھی آپ سے یہی کہتا ہوں کہ خدارا آپ ایسی حرکات سے باز آئیں اور خدا کے مامور مسیح موعود کو شناخت کرنے کی کوشش کریں۔ اسی میں فلاح ہے۔

آخر یہ اضطراب کیا ہے؟

مونگھیری معاند نے "چشمہ ہدایت" میں مباہلہ کے متعلق اسقدر تلون مزاجی کا اظہار کیا ہے۔ جس کو دیکھ کر ایک مستقل مزاج اور ثقہ انسان متعجب رہجائے گا۔ ایک طرف تو وہ مباہلہ کو حضور نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے مخصوص بتاتا ہے۔ اور دلیل کوئی نہیں دیتا۔ پھر دوسری ہی سطر میں مباہلہ کا طریق پیش کرتا ہے۔ کوئی عقل کے دشمنوں سے پوچھے کہ جب مباہلہ ذات نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے مخصوص تھا۔ پھر طریق مباہلہ جو دوسری ہی

سطر میں خود معترض نے لکھا ہے۔ اس کی غرض و غایت کیا ہے۔ جب آپ خیال میں خواہ وہ کیسا ہی ہو۔ معترض مُباہلہ کو حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مخصوص جانتا ہے۔ تو اُسے طریق مباہلہ پر کچھ لکھنا بیہودہ ہے۔ معترض کی اصل عبارت ملاحظہ ہو۔ جو بلفظہٖ نقل کی جاتی ہے جسمیں آیت مُباہلہ کا پہلا ہی لفظ غلط ہے۔ لکھتا ہے:۔

"اوّل تو یہ امر محقق ہے۔ کہ مباہلہ وہ فیصلہ ہے۔ جو جناب رسُول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے مخصوص تھا۔ اُمت کے لئے عام نہیں۔ دوسرے یہ کہ مُباہلہ کا طریق وہی ہے۔ جو قرآن مجید میں مذکور ہے۔ نحن ابناء نا و ابناء کم الخ"

آیت مباہلہ میں جو پہلا لفظ چشمہ ہدایت میں چھپا ہُوا ہے۔ وہ اصل آیت میں نہیں۔ اور بالکل غلط ہے۔ اس کے معنے تو یہ ہوئے کہ ہم اپنے بیٹے ہیں اور تمہارے بیٹے ہو۔ گھیری معترض کو شرم چاہیئے۔ اور آیندہ آنکھیں کھول کر تحریر و تصحیح چاہیئے۔ یہ ہماری نصیحت ہے۔ اُمید ہے کہ اس پر تو معترض ضرور ہی عمل کرے گا۔ اور فضیحت سے بچیگا ؃

پیراں نمی پرند مُریداں می پرانند

قرآن شریف کی آیت یتبع کلّ شیطان مّرید کے مصداق ہمیشہ ہوتے ہی رہتے ہیں۔ جو بے سوچے سمجھے ہر غوی کے پیچھے لگ کر خود غبی اور راہل بنی بنجاتے ہیں

مونگھیری معاند کیحالت دیکھ کر بھی ہمیں ایسے ہی تماشے نظر آ رہے ہیں - پیر مہر علی شاہ گولڑوی سے تفسیری مقابلہ کیلئے جو گفتگو حضرت سیدنا مسیح موعود علیہ السلام نے کی - اسمیں کیا کیا چالاکیاں پیرجی صاحب نے کیں سات سات بار اشتہار دینے اور ابھارنے پر بھی صدائے برنخواست کا معاملہ رہا اور دھوکہ دینے کیلئے پہلے تو یہ شائع کر دیا کہ :-

"مجھ کو دعوت حاضری جلسہ منعقدہ لاہور مع شرائط مجوزہ مرزا احمد صاحب بسر و چشم منظور ہے" اور خود ہی اپنی طرف سے ایک فضول اور لغو لایعنی اور چالاکی سے بھری ہوئی یہ شرط بڑھا دی کہ :-

"بعد ظہور اسکے کہ مرزا صاحب اپنے دعوی کو بپایہ ثبوت نہیں پہنچا سکے مرزا صاحب کو بیعت توبہ کرنی ہوگی - بعد اسکے عقائد معدودہ مرزا صاحب میں جنمیں جناب ساری اُمت مرحومہ میں سے منفرد ہیں بحث تقریری دا ظہار رائے ہوکر مرزا صاحب کو اجازت مقابلہ تحریری کی دیجاویگی"

اب ہر ذی ہوش پیر صاحب کی عقل کو مبارکباد اور آفرین کہے جو کس قدر معقول تجویز پیش کرتے ہیں عقلمند سے کوئی اتنا پوچھے کہ جب بالفرض بیعت توبہ ہوگئی - اور ایک شخص ان کا مرید ہو چکا - نعوذ باللہ منہ تو پھر بحث تقریری اور تحریری مقابلہ کی کونسی حاجت رہی - یہ بات کون عقلمند ہے جو تسلیم کر سکتا ہے - کہ بالفرض ایک شخص کا مرید ہو گیا - اور بیعت توبہ کر لی پھر جس سے بیعت ہوا - اس سے بحث تقریری اور مقابلہ تحریری کریگا - اگر بحث تقریری اور مقابلہ تحریری کرتا ہے تو بیعت ایک لایعنی اور لغو فعل ٹھہریگا - اور یہ

اگر بدعت تو بکو [illegible] تو [illegible] مقابلہ کیسا؟ مگر عقل کے دشمن ہمارے معاند ہیں
کہ پیر مہر علی شاہ کو [illegible] پر چڑھا رہے ہیں اور مدعی سُست اور گواہ چُست کے
مصداق ہو رہے ہیں۔ مونگیری معاند چشمہ ہدایت میں لکھتا ہے۔

"پیر صاحب مناظرہ کے لئے آمادہ ہو گئے اور ۲۴ر اگست سنہ ۱۹۰۰ء کو
مع جماعت کثیر لاہور آئے۔ اور مرزا صاحب باوجود نہایت حمی وعدہ کے گھر سے باہر نہ نکلا"

ہم اسکے جواب میں کیا کہیں بجز اسکے کہ لعنت اللہ علی الکاذبین۔ ای نادانو! دیکھو
کہ پیر مہر علی صاحب نے لاہور آکر کیا کیا۔ اور کسطرح سات اشتہارات اور رقعے و
خطوط میں سے ایک کے جواب میں بھی دم نہ مارا۔ اور بیرنگ لفافہ کی طرح جیسے
آئے تھے ویسے ہی گھر کی راہ لی۔ دیکھو رسالہ "واقعات صحیحہ" شایع کردہ انجمن
فرقانیہ لاہور ہمیں یہ دیکھکر کہ مونگیری معاند پیر مہر علی شاہ کے صحیح واقعات کو چھپا
کر دنیا کو دھوکہ دینا اور پیر صاحب کو آسمان پر پہنچانا چاہتا ہے۔ یہ مثل یاد
آتی ہے کہ پیراں نمی پرند مُریداں می پرانند۔ مگر پھر ہم دیکھتے ہیں تو معلوم
ہوتا ہے۔ کہ مونگیری منشی مفتی عبداللطیف صاحب پیر مہر علی صاحب کے
مُرید نہیں اسلئے مثل مذکور خوب چسپاں نہیں ہوتی۔ عمدہ طور سے چسپاں ہونے
کے لئے کسی بڑے تغیر کی ضرورت نہیں۔ بلکہ ہمارے دل میں ڈالا گیا ہے کہ
صرف لفظ مرید کی میم کو مفتوح کر دینے سے یہ عقدہ کھل جاتا ہے اور مثل
نہایت ہی خوب چسپاں ہو جاتی ہے اگر یوں پڑھا جائے۔ جو حقیقت میں
واقعہ کا اظہار ہے کہ

"بیراں نمی پرند و مَریداں می پرانند"

وما علینا الا البلاغ ۔ خاکسار ابو محمد محفوظ الحق علمی ۔ قادیان دارالامان